اللہ رے یہ وُسعتِ آثارِ مدینہ
عالَم میں ہیں پھیلے ہُوئے انوارِ مدینہ

جامعہ مدنیہ جدید کا ترجمان
علمی دینی اور اِصلاحی مجلّہ

انوارِ مدینہ
لاہور

بیاد
عالمِ ربّانی محدثِ کبیر حضرۃ مولانا سیّد حامد میاں رحمہ اللہ
بانی جامعہ مدنیہ جدید

جنوری ۲۰۲۴ء

ماھنامہ

انوار مدینہ

شمارہ : ۱	جمادی الثانی ۱۴۴۵ھ / جنوری ۲۰۲۴ء	جلد : ۳۲

سیّد محمود میاں	سیّد مسعود میاں
مُدیر اعلیٰ	نائب مُدیر

بدلِ اشتراک	ترسیلِ زر و رابطہ کے لیے
پاکستان فی پرچہ 50 روپے......سالانہ 600 روپے	''جامعہ مدنیہ جدید'' محمد آباد 19 کلومیٹر رائیونڈ روڈ لاہور
سعودی عرب، متحدہ عرب امارات.....سالانہ 90 ریال	جازکیش نمبر : 0304 - 4587751
بھارت، بنگلہ دیش .... سالانہ 25 امریکی ڈالر	موبائل : 0333 - 4249301
برطانیہ، افریقہ .... سالانہ 20 ڈالر	موبائل : 0335 - 4249302
امریکہ .... سالانہ 30 ڈالر	موبائل : 0323 - 4250027
جامعہ مدنیہ جدید کی ویب سائٹ اور ای میل ایڈریس	دارُالافتاء : 0321 - 4790560
www.jamiamadniajadeed.org	دارُالافتاء کا ای میل ایڈریس
E-mail : jmj786_56@hotmail.com	darulifta@jamiamadniajadeed.org

مولانا سیّد رشید میاں صاحب طابع و ناشر نے شرکت پرنٹنگ پریس لاہور سے چھپوا کر

دفتر ماہنامہ ''انوارِ مدینہ'' نزد جامعہ مدنیہ کریم پارک راوی روڈ لاہور سے شائع کیا

اس شمارے میں

حرفِ آغاز		۴
درسِ حدیث	حضرت اقدس مولانا سیّد حامد میاں صاحبؒ	۱۸
غارِ ثور میں قیام اور ضروری انتظامات	حضرت مولانا سید محمد میاں صاحبؒ	۲۲
میرے حضرت مدنیؒ قسط : ۶	حضرت اقدس مولانا محمد زکریا صاحب کاندھلویؒ	۳۲
تربیتِ اولاد قسط : ۱۰	حضرت مولانا اشرف علی صاحب تھانویؒ	۳۶
رحمن کے خاص بندے قسط : ۲۱	حضرت مولانا مفتی محمد سلمان صاحب منصور پوری	۳۹
انتخابات میں ووٹ، ووٹر اور اُمیدوار کی شرعی حیثیت	حضرت مولانا مفتی محمد شفیع صاحبؒ	۴۴
ظلم دیکھ کر خاموش رہنے والا ؟	حضرت مولانا سید محمود میاں صاحب	۵۰
عورت کا بغیر محرم یا شوہر کے حج کرنا !	مولانا مفتی محمد زبیر صاحب	۵۳
امیر پنجاب جمعیۃ علماء اسلام کی جماعتی مصروفیات	مولانا عکاشہ میاں صاحب	۵۵
اخبار الجامعہ	مولانا انعام اللہ صاحب	۶۳
وفیات		۶۴

بسم اللہ الرحمن الرحیم

حرفِ آغاز

سیّد محمود میاں

نَحْمَدُہٗ وَنُصَلِّیْ عَلٰی رَسُوْلِہِ الْکَرِیْمِ اَمَّا بَعْدُ !

پاکستان کی تمام سیاسی جماعتوں کا دستور ہر مذہب کے آدمی کو اپنی اپنی پارٹیوں میں شامل ہونے کی دعوت دیتا ہے وہ اس کی ''ذاتی زندگانی'' سے جو کہ زندگی کے ہر کردار کی بنیاد ہوتی ہے آنکھیں بند رکھتا ہے حتی کہ اُس کے مذہب سے بھی آنکھیں چراتا ہے ماسوا مذہبی سیاسی جماعتوں کے جبکہ کوئی بھی شخص اپنی عملی زندگی میں دوسرے کی ''ذاتی زندگی'' کو ہرگز نظر انداز نہیں کرتا، خاندانوں میں آنے والے لڑکیوں کے رشتے ناطے کرتے وقت مذہب سمیت ذاتی زندگی کے ہر پہلو کی پوری طرح کھلی اور خفیہ تحقیقات تک کرائی جاتی ہیں ! اپنی بچیوں کے معاملہ میں ہم جتنے حساس اور فکرمند ہوتے ہیں تو کیا اپنے مذہبِ اسلام، ملک اور اپنی قوم کے لیے اس سے کہیں زیادہ حساس و محتاط نہیں ہونا چاہیے ؟

قیامِ پاکستان سے لے کر آج تک ان سیاسی پارٹیوں، فوج، نوکر شاہی، عدلیہ اور دیگر سول اداروں میں بڑی تعداد قادیانیوں کی ہوتی ہے اِن کا کفر ''الحادی اور سازشی'' ہے جو باقی تمام کفار کے مقابلہ میں سب سے زیادہ خطرناک کفر ہے اس لیے کہ یہ کافر ہونے کے باوجود اپنے کو مسلمان کہتے ہیں اور اپنے سوا باقی اربوں مسلمانوں کو کافر قرار دیتے ہیں ! علماءِ کرام سے بہت زیادہ نفرت ان کی خاص نشانی ہے ! سیاست کے شہسوار علماء ہی ان کی چالوں کو سمجھ کر اِن کو آڑے ہاتھوں لے سکتے ہیں اسی لیے علماء کے سیاسی عمل اور کردار کی یہ ہمیشہ مخالفت کرتے ہیں اور اُن سے ایسے بدکتے ہیں جیسے حضرت عمرؓ سے شیطان ! ! !

سوشل میڈیا ہو یا کوئی اور موقع علماء کی توہین وتذلیل، اُن کے شرمناک کارٹون، فحش جملے بازیاں قادیانیوں ہی کا مزاج ہے جس میں وہ کوئی کسر اُٹھا نہیں رکھتے ! ان ہی خباثتوں کے بدلہ میں اُن کو اسرائیل اور برطانیہ وغیرہ میں ٹھکانے اور مراکز فراہم کیے گئے ہیں، سرمایہ کی فراہمی اور ہر قسم کی امداد بھی کی جاتی ہے !

اب سب سے زیادہ ان کی تعداد عمران خان کی ''پاکستان تحریکِ انصاف'' (پی ٹی آئی) میں ہے ان کی صورت شکل عام مسلمانوں کی طرح ہوتی ہے بظاہر قرآن کو مانتے ہیں نمازیں بھی مسلمانوں کی طرح پڑھتے ہیں مگر ختمِ نبوت اور حدیث کا انکار کرتے ہیں عام طور پر اپنی گفتگو اِس طرح شروع کرتے ہیں کہ

''میں تو سیدھا سادہ مسلمان ہوں نماز پڑھتا ہوں روزہ رکھتا ہوں حق حلال کی کمائی سے بچوں کا پیٹ پالتا ہوں فلاں کا فر فلاں مسلمان اس بحث میں نہیں پڑتا ! بس قرآن کو فالو کرتا ہوں ! ! باقی اللہ اللہ خیر سلا '' ! ! !

ان کی ان عیارانہ باتوں سے عام مسلمان ان سے دھوکہ کھا جاتے ہیں اور ''ریاستِ مدینہ'' جیسے پُرکشش نعرہ پر اُن کے ہم آواز ہو جاتے ہیں اور انجامِ کار دُنیا کے ساتھ آخرت بھی برباد کر بیٹھتے ہیں ! ! !

پاکستان میں قومی اور صوبائی اسمبلیوں کے انتخابات کا اعلان ہو چکا ہے ۸؍فروری ۲۰۲۴ء انتخابات کی حتمی تاریخ قرار دے دی گئی ہے علماء کی قیادت میں جمعیۃ علماء اسلام بھی میدانِ سیاست میں اُتری ہوئی ہے ہندو ہوں یا عیسائی اور یہود اپنے اپنے مذہبوں سے اپنی وابستگیوں کو بلا جھجک مضبوط بھی کر رہے ہیں اور اس کا برملا اظہار بھی کر رہے ہیں جبکہ مسلمانوں کی اکثریت مذہبِ اسلام سے وابستہ ہونے کے باوجود اِس کے برملا اظہار سے شرماتے ہیں ! جبکہ مسلمانوں کے خلاف ہر محاذ پر کفار کا ظلم وستم کسی پر مخفی نہیں ہے ! ایسے میں آنے والے انتخابات میں پاکستان کے مسلمانوں کو کیا کرنا چاہیے ؟ ؟ ؟

اس پر ہم اپنی طرف سے مزید کچھ تحریر کرنے کے بجائے والد ماجد حضرت اقدس مولانا سیّد حامد میاں صاحبؒ سابق امیر مرکزیہ جمعیۃ علماء اسلام کا ایک مضمون اپنے اداریہ کی زینت بنا رہے ہیں جو کہ حضرت اقدسؒ نے آج سے تقریباً پچپن برس قبل رجب ۱۳۹۰ھ مطابق ستمبر ۱۹۷۰ء کو ماہنامہ انوارِ مدینہ ہی کے لیے بطورِ ''افتتاحیہ'' تحریر فرمایا تھا !

ہم سمجھتے ہیں کہ موجودہ حالات میں یہ ہمارے بہت سے ناواقف اور جذباتی مسلمان بھائیوں کے لیے نصیحت اور راہنمائی ثابت ہوگا اور دنیا و آخرت ہر اعتبار سے سودمند ہوگا ! ! !

ہم تو یہ بھی اُمید رکھتے ہیں اور اپنا دینی فریضہ بھی سمجھتے ہیں کہ ملک کی جتنی بھی چھوٹی بڑی سیاسی جماعتیں ہیں اُن کے قائدین کی نظر سے بھی حضرت اقدس رحمہ اللہ کی یہ تحریر گزر جائے اور وہ اپنی اچھی آخرت کی خاطر چندروزہ قیادت اور عارضی شان و شوکت کو لات مار کر جمعیۃ علماء اسلام سے وابستہ ہوجائیں اور اپنی قیمتی توانائیاں اور صلاحیتیں پارلیمنٹ کے اندر اور باہر اعلائے کلمۃ اللہ میں صرف کردیں تو کیا ہی اچھا ہو ! ! ! دنیا کے ساتھ ساتھ ہم سب کی آخرت بھی سنور جائے گی ان شاء اللہ .... ملاحظہ فرمائیں

دعاگو محمود میاں غفرلہٗ

دورِ پُرفتن میں علماء کا احترام اور عوام

اس پُر آشوب دور میں جبکہ ہر فرد اپنی اور اپنی جماعت کی سر بلندی کا خواہاں ہے اور اپنی تعریف میں رطب اللسان ہے یہی نہیں بلکہ دوسروں کی خامیاں نکالنی اور اگر خامیاں نہ ہوں تو بھی ثابت کر دکھانی اپنا فرضِ وقت سمجھ رہا ہے اور یہ سب کچھ اس لیے کر رہا ہے کہ وہ سیاسی غلبہ حاصل کر سکے اور اپنی جماعت کو دوسری جماعتوں سے بلند مقام پر لے جائے ! !

ہم دیکھتے ہیں کہ علماءِ کرام میں سے جو بھی میدانِ سیاست میں آیا اُس کے ساتھ بھی بغیر اُس کے مقامِ علم و تقوی کی رعایت کیے یہی سلوک کیا جا رہا ہے ! !

اب کیا علماء سیاسیات سے دست کش رہیں یا عوام الناس علماء کو اپنی (عام) سطح پر لا کر اُن کے علمی وقار اور اُن کی زندگی بھر کے علمی تقدس کو نظر انداز کرتے رہیں ؟ ؟

ان حالات میں بجا طور پر ہر ذہن میں یہ سوالات پیدا ہوتے ہیں کہ

(۱) اگر علماء سیاست میں آرہے ہیں تو کیا وہ ایسا کر کے غلطی کر رہے ہیں
یا اُن کے نزدیک سیاست میں حصہ لینا ضروری ہے ؟

☆ اس سوال کے جواب کے لیے علماءِ کرام کی تاریخی خدمات سے واقفیت ضروری ہے اس لیے میں کچھ احوالِ ماضی ذکر کرتا ہوں :

علمائے کرام کی سیاسی زندگی کا سلسلہ حضرت شاہ ولی اللہ صاحب قدس سرہٗ سے جا ملتا ہے کیونکہ اُنہوں نے اپنے دور کے حالات کے مطابق اسلامی اصول سامنے رکھ کر ایک اقتصادی حل پیش کیا تھا پھر شاہ عبدالعزیز صاحب قدس سرہٗ کے دور میں انگریزوں نے تجارتی راستہ سے ہندوستان میں داخل ہو کر غداریوں کی بنیاد ڈالی اور یہ سلسلہ بڑھتا چلا گیا تو اُن کے ایک شاگرد اور جلیل القدر خلیفہ سیّد احمد شہید رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے روحانی متوسلین پر مشتمل جن میں خود حضرت شاہ عبدالعزیز صاحب قدس سرہٗ کے رشتہ دار اور شاگرد بھی شامل تھے ایک مجاہدین کی جماعت تیار کی اُس لشکر نے جو خدمات انجام دیں وہ متعدد کتابوں میں طبع ہو چکی ہیں، ان حضرات کی تحریک کامیاب نہ ہو سکی تو اِسی خاندانِ وَلِیُ اللّٰھِیْ کے فیض یافتہ حضرات نے شاہِ دہلی سے لڑائی کے وقت انگریزوں کا باقاعدہ مقابلہ کیا ! تھانہ بھون وغیرہ کے نواح میں جنگ بھی ہوئی اس میں انگریزوں کو توپ خانہ لانا پڑا ! ! !

سیّد الطائفہ :

اس جماعت کے سردار حضرت حاجی اِمداد اللہ صاحب مہاجر مکی قدس سرہٗ تھے اور حضرت حاجی صاحبؒ کے پیر بھائی اور روحانی مربی حضرت حافظ ضامن رحمۃ اللہ علیہ اس معرکہ میں شہید ہوئے ! اس میں حضرت مولانا محمد قاسم صاحب نانوتوی اور حضرت مولانا رشید احمد صاحب گنگوہی نور اللہ مرقدہما شریک تھے ! حضرت حاجی صاحب رحمۃ اللہ علیہ ہجرت فرما گئے، حضرت مولانا گنگوہیؒ گرفتار ہوئے ! اور حضرت مولانا نانوتویؒ چند روز رُو پوش رہے اور بعد میں گرفتاری سے بھی بچ گئے ! !

دارُالعلوم کا قیام و شیخ الہندؒ :

اس کے کچھ عرصہ کے بعد قیامِ دارُالعلوم دیو بند عمل میں آیا اور حریتِ فکر کا مرکز بنتا چلا گیا، ایک عرصہ دراز کے بعد اسیرِ مالٹا قطبِ دوراں شیخ الہند حضرت مولانا محمود حسن صاحب نور اللہ مرقدہٗ کے

دور میں پھر سے عملی اقدام شروع ہوا ! حضرت شیخ الہند رحمۃ اللہ علیہ حضرت نانوتوی قدس سرہٗ کے شاگرد اور حضرت حاجی امداد اللہ صاحب قدس سرہٗ کے خلیفہ تھے انہوں نے اپنے اعلیٰ قابلیت کے شاگردوں سے جن میں مولانا عبید اللہ سندھی ، مولانا محمد میاں صاحب منصور انصاری غازی رحمۃ اللہ علیہم شامل تھے کام لے کر پورے ہندوستان میں تحریکِ آزادی کی ایک روح پھونک دی ! انہوں نے بڑے بڑے اصحابِ رُوحانیت حضرات سے کام لیا جن میں مغربی پاکستان کے حصہ میں حضرت مولانا احمد علی صاحب لاہوری قدس سرہٗ کے دونوں پیر حضرت مولانا تاج محمد صاحب امروٹی اور حضرت مولانا غلام محمد صاحب دین پوری قدس سرہما شامل تھے ! اس تحریک کو عام کرنے کے لیے انہوں نے ہر انگریز دشمن کو ملایا، کسی فرقہ کی قید نہیں رکھی ! بریلوی اور اہلِ حدیث حضرات بھی ان کی تنظیم میں شامل تھے ! !

تحریکِ شیخ الہندؒ ، مولانا یوسف صاحبؒ کی رائے :

یہ مسلمانوں کی اتنی عظیم الشان تنظیم تھی کہ اس کے بارے میں ۱۹۶۴ء میں حج کے موقع پر حضرت مولانا محمد یوسف صاحب رحمۃ اللہ علیہ امیر جماعتِ تبلیغ نے ایک خصوصی اجتماع میں جس میں انہوں نے پوری دنیا میں اسلامی کام کی کیفیت ذکر فرمائی ارشاد فرمایا تھا کہ [۱]

'' مسلمانوں کا اتنا بڑا اجتماع و اتحاد تو ہو ہی نہیں سکتا جتنا حضرت شیخ الہندؒ کے زمانہ میں تھا''

---

[۱] اَحقر بھی اِن مجالس میں کبھی کبھار حضرت رحمہ اللہ کے ہمراہ ہوتا تھا، اُس وقت میری عمر سات آٹھ سال کی تھی حضرت مولانا یوسف صاحبؒ کا چہرہ اور اُس مجلس کا کچھ خاکہ میرے ذہن میں تا حال محفوظ ہے ! اس سفرِ حج میں میری والدہ محترمہ اور سوا ماہ کی ہمشیرہ عطیہ مرحومہ بھی ہمراہ تھیں ! ان ہی ملاقاتوں کے بعد حضرت اَقدسؒ نے اپنے ہمراہیوں سے فرمایا کہ

'' ایسا معلوم ہوتا ہے کہ مولانا یوسف صاحب زیادہ عرصہ زندہ نہیں رہ سکیں گے کیونکہ اپنے کام کی لگن اور فکر سے ان کا دل جل چکا ہے''

چنانچہ اگلے ہی برس مؤرخہ ۳۰ ذیقعدہ ۱۳۸۴ھ/۲ اپریل ۱۹۶۵ء کو حضرتؒ رحلت فرما گئے اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّآ اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ

محمود میاں غفرلہٗ

گوریلا جنگ اور خانقاہیں :

غرض حضرت شیخ الہند رحمة اللہ علیہ کی مساعی جلیلہ اور جذبۂ جہاد وحریت نے ان حضرات کی خانقاہوں کو گوریلا جنگ کا مرکز بنا دیا ! پوری تفصیل تو میں لکھنی نہیں چاہتا ....

حضرت والد محترم مولانا سیّد محمد میاں صاحب مدظلہ العالی کی تصانیف میں اور حضرت اقدس مولانا سیّد حسین احمد صاحب مدنی رحمة اللہ علیہ کی خود نوشت سوانح حیات میں پوری تفصیل درج ہے۔

سانحہ پر سانحہ :

لیکن ہوا یہ کہ یہ تحریک کامیاب نہ ہوسکی انگریز کو ہی کامیابی ہوئی اور ہندوستان کے بعد مسلمانوں کی ایک اور عظیم الشان حکومت ''خلافتِ ترکیہ عثمانیہ'' کا خاتمہ ہوگیا ! صرف تھوڑے سے علاقہ پر ترک حکومت رہ گئی ! حضرت شیخ الہند گرفتار کر لیے گئے پانچ سال مالٹا میں اسیر رہے ! اسارتِ مالٹا کے زمانہ میں ان کی نیابت حضرت اقدس مولانا شاہ عبدالرحیم صاحب قدس سرہٗ فرماتے رہے لیکن ابھی یہ حضرت اسارتِ مالٹا سے رہا نہ ہونے پائے تھے کہ حضرت شاہ صاحب رحمة اللہ علیہ طویل علالت کے بعد وصال پاگئے !

حضرتؒ کی وصیت :

ان کے جانشین شاہ عبدالقادر رائے پوری قرار پائے وفات کے وقت حضرت شاہ صاحب نے اپنے جانشین حضرت شاہ عبدالقادر صاحب قدس سرہ کو وصیت فرمائی کہ

> ''جب حضرت شیخ الہند رہا ہوکر تشریف لائیں تو آپ لوگ ان کی خدمت میں دست بستہ حاضر ہوکر عرض کریں کہ ہم حضرت کے ہر ارشاد کی تعمیل کے لیے حاضر ہیں''

سوائے علماء کے کسی کو انگریز کے مقابلہ کی جرأت نہ ہوئی :

حضرت شیخ الہند رحمة اللہ علیہ نے اپنی جماعت کا نام ''جمعیة العلماء ہند'' رکھا تھا آپ نے ہی جامعہ ملیہ بھی شروع کیا تھا ! غرض یہ جماعت اُس وقت سے کام پر لگی اور اُس وقت تک لگی رہی کہ

جب تک انگریز اِس سرزمین سے نہیں نکل گیا ! !

علماء کے سوا باقی نواب، سر، جاگیردار، فوجی، سیاسی، دفتری ملازم وافسران کوئی بھی طبقہ انگریز کے مقابلہ میں کبھی نہیں آیا ! صرف علماء ہی مسلسل جدوجہد کرتے رہے ! بدنامیاں سرلیں مقدمات میں ماخوذ ہوئے جیلیں کاٹیں ! جلاوطنی کی زندگیاں کالے پانی وغیرہ میں گزاریں ! ۱؎ گولیاں کھائیں ! سولی پر چڑھائے گئے ! ! غرض مسلسل ہمہ قسم کی مصیبتیں جھلیں اور وطن آزاد کرایا ورنہ کوئی بتلائے کہ اور کون سا طبقہ تھا جس نے انگریز کا مقابلہ کیا ؟ ؟ ؟

''مدرسہ'' ایمان ونظریہ کی حفاظت قیامِ پاکستان :

ایک بہت بڑی فضیلت کی بات اس مقدس طبقہ نے یہ کی کہ تدریسی فرائض انجام دیتا رہا ! تحریر وتقریر سے علومِ نبویہ کی اشاعت کر کے لوگوں کو راہِ ہدایت دکھاتا رہا ! علومِ باطنیہ سے روحانی اور باطنی فیض رسانی کرتا رہا اور جہاد کا مقدس فریضہ انجام دیتا رہا ! !

اگر یہ طبقہ دین کو قائم نہ رکھتا تو آج اس برصغیر کا یہ حال نہ ہوتا، نہ لوگوں میں ایمان رہتا نہ خلوص، نہ مساجد آباد ہوتیں نہ خانقاہیں، نہ مسلمان اسلام سے واقف رہتے اور نہ ہی جذبۂ جہاد وایثار رہتا بلکہ شاید اسلام کے نام پر پاکستان ہی نہ بنایا جاسکتا ! ! !

جو کچھ میں نے یہاں تک عرض کیا یہ تاریخی طور پر ایک مسلمہ حقیقت ہے گو اِس کی طرف توجہ نہ جاتی ہو لیکن توجہ نہ جانے سے حقیقت تو نہیں بدلتی۔

اُولٰئِکَ آبَائِیْ فَجِئْنِیْ بِمِثْلِھِمْ   اِذَا جَمَعَتْنَا یَا جَرِیْرُ الْمَجَامِعُ ۲؎

۱؎ یہ جزائر انڈیمان خلیج بنگال میں واقع ہیں جب ہندوستان پر انگریز نے غاصبانہ قبضہ کیا تو تحریکِ آزادی کے مجاہدین کو عمر قید کی سزا دے کر ہندوستان سے بہت دُور یہاں ''کالا پانی'' میں اور بعض دیگر مجاہدین کو بحیرۂ رُوم میں واقع ''جزیرہ مالٹا'' میں قید کر دیا کرتے تھے۔ محمود میاں غفرلہٗ

۲؎ یہ ہیں میرے آباء اے جریر، جب بہت جماعتیں ایک جگہ جمع ہوں تو کوئی اِن سا مجھے دکھلائے تو سہی !

علماء کا سب سے بڑا دشمن :

ان حضرات کا انگریز سب سے زیادہ دشمن تھا اور چونکہ ہر محکمہ کا افسر انگریز ہی ہوتا تھا یونیورسٹیوں بلکہ کالجوں پر بھی انگریز ہی کا تسلط تھا لہٰذا ہر جگہ یہ (نام نہاد) پڑھا لکھا طبقہ بھی (حقیقی پڑھے لکھے) علماء سے نفرت کھانے لگا اور یہ کبھی غور نہ کیا کہ انگریز کی (گندی) نظر کی طرح ہم اپنے دین کے پیشواؤں کو کیوں ٹیڑھی نگاہوں سے دیکھیں ! ؟ لیکن اَلنَّاسُ عَلٰی دِیْنِ مُلُوْکِھِمْ[1] کے تحت یہ (نام نہاد پڑھا لکھا) طبقہ ذہنی غلامی میں اتنا مبتلا ہوا کہ اپنے دشمن کی چال نہ سمجھ سکا اور بجائے آزادی رائے کے ضمیر کی غلامی میں مبتلا ہو کر انگریز ذہنیت کا شکار ہو گیا اور بد قسمتی یہ کہ اب تک بھی وہ خرابی رفع نہیں ہوئی ! ! !

یوں قتل سے بچوں کے وہ بدنام نہ ہوتا افسوس کہ فرعون کو کالج کی نہ سوجھی

آپ کا فیصلہ :

آپ کو گزشتہ صفحات پڑھ کر اندازہ ہوا ہوگا کہ میدانِ سیاست میں بے لوث اور بے حد شدید قربانیاں کس نے دی ہیں اب آپ خود ہی فیصلہ کریں کہ اِن بزرگوں کے عملی وارث سیاست میں حصہ لینے کے زیادہ حقدار ہیں یا کوئی نواب، جاگیردار، سر بہادر اور ملازم طبقہ ؟ اگر ان طبقات کو سیاست میں حصہ لینے کا حق ہے تو علماء کو اِن سب سے پہلے حق ہوگا ! ! !

رہا یہ اَمر کہ اِن سب کے لیے سیاست میں حصہ لینا اِس وقت ضروری ہے یا نہیں ؟ ؟ ؟ تو یہ کچھ حضرات کے نزدیک درست نہیں کہ کہیں علم کی توہین نہ ہو اور کہیں علماء پر الزام تراشیاں نہ کی جانے لگیں !

(جبکہ) بعض حضرات کہتے ہیں کہ اِس وقت علماء پر سیاست میں حصہ لینا واجب ہے کیونکہ اسلامی قانون کے نفاذ کی کوشش خود ہر مسلمان پر واجب ہے تو علماء پر اِس سے زیادہ واجب ہوگی ! !

---

[1] یعنی عوام الناس تو بادشاہوں اور برسرِ اقتدار لوگوں کے طریقہ پر چلتے ہیں۔

ان حضرات کا کہنا ہے کہ صدر محترم آغا محمد یحیٰی خاں اَز سر نو بحالی جمہوریت کر کے نیا آئین بنانا چاہتے ہیں اور جمہوریت میں کثرتِ رائے سے فیصلے ہوتے ہیں اس لیے ضروری ہے کہ اسمبلی میں انتخاب کے ذریعہ پہنچنے کی کوششیں کریں وہاں آخر سب مسلمان ہی ہوں گے ان کے سامنے اسلامی قوانین لانے ضروری ہیں تاکہ وہ جو قانونی ڈھانچہ بنائیں وہ اسلامی ہو، اگر علماء اسمبلی میں نہ ہوئے تو اسلامی قانون سے ناواقف لوگ کیسے اسلامی قانون بنا سکیں گے ؟

اس لیے علماء کو زیادہ سے زیادہ تعداد میں جانا اور عوام کو ان کی کامیابی کی کوشش میں لگنا عین دین ہے بلکہ وہ کہتے ہیں کہ اِس وقت اور کوئی کام فضول ہے، انتخاب میں کامیابی کی کوشش سب سے ضروری اور مقدم ہے

ان کے نزدیک جس طرح پاکستان کے وجود میں حصہ لینا ضروری تھا اسی طرح اب قانون سازی میں حصہ لینا ضروری ہے کیونکہ ان حضرات کی اور عوام کی سب کی نیت پاکستان بناتے وقت یہ تھی کہ ہم اسلامی قوانین کی حامل ریاست بنائیں گے اسی لیے یہ نعرہ لگایا جاتا تھا

پاکستان کا مطلب کیا : لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ

بلکہ یہ حضرات یہ بھی سوچتے ہیں کہ اگر کسی باعمل عالم اُمیدوار کو کھڑا کیا جائے تو کیا اس کے مقابلہ میں کسی ایسے شخص کا کھڑا ہونا جو علم دین سے واقف ہو نہ اُس کی زندگی مذہبی ہو، جائز بھی ہے یا نہیں ؟

(۲) سیاست میں حصہ لینے کی صورت میں عوام الناس کو اُنہیں اپنے ہی درجہ میں لے آنا صحیح ہے ؟

☆ اس سوال کا جواب بھی مذکورہ بالا پہلے سوال کے جواب سے واضح ہو رہا ہے کہ علماء عوام پر فوقیت رکھتے ہیں اس لیے برابری کا سوال ہی نہیں پیدا ہوتا ! !

(۳) اگر علماء کو عام درجہ پر رکھا جائے تو اِس سے کیا نقصانات پیدا ہوں گے ؟ ؟

☆ اس سوال کا جواب یہ ہے کہ جب ان کو اپنے برابر کا سمجھے گا تو مساویانہ معاملہ کرے گا جس سے توہین ضرور ہوگی اور ان کے ساتھ توہین آمیز روّیہ رکھنے سے دین کی اہانت ہونے لگتی ہے اس لیے اس سے بھی بچنا چاہیے ! ! !

(۴) جب وہ سیاست میں آجائیں تو ایک ''غیر عالم دین'' اُن کو کیسے اپنے سے بڑا سمجھے اور کیسے اُن کا

علمی مقام قائم رکھے ؟

(۵) پھر علماء میں خود بھی اختلاف ہے ایسی صورت میں کسے حق پر جانیں اور کسے باطل پر ؟ ؟

☆ اس چوتھے اور پانچویں سوال کا جواب یہ ہے کہ علماءِ کرام صحابہ کرامؓ کے نائب ہیں ! ! اس لیے ہم آپ کو صحابہ کرامؓ کے دور میں اختلاف کی کچھ باتیں بتلاتے ہیں ان سے ہر مسلمان کو سبق حاصل کرنا چاہیے ! !

صحابہ کرام میں سخت ترین اختلافی دور سیّدنا علی و معاویہ رضی اللہ عنہما کا تھا ہمیں اُس دور کو سامنے رکھ کر سبق حاصل کرنا چاہیے اُس دور میں بھی آج کی طرح عوام وخواص اور عالم اور غیر عالم ہوتے تھے وہ سب تین ٹکڑوں میں تقسیم ہوگئے :

(الف) کچھ حضرت علی رضی اللہ عنہ کے ساتھ مل گئے !

(ب) کچھ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے ساتھ مل گئے !

(ج) کچھ بالکل یکسو رہے !

جو حضرت علی رضی اللہ عنہ کے ساتھ تھے اُن کی دلیل یہ تھی کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ صحیح خلیفہ ہیں ان کو دارُالخلافہ میں اہلِ حل وعقد[۱] نے چنا ہے جب وہ خلیفہ ہوئے تو ان کا ساتھ دینا اوّلین فرض ہے اور جو اِن کی حکم عدولی کرے وہ نافرمان و عاصی ہے ! سرکشی کرے تو باغی ہے ! !

جو حضرت معاویہ رضی اللہ کے ساتھ تھے اُن کی دلیل یہ تھی کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ جب تک باغیوں سے انتقام نہ لیں ہم اِن کی اطاعت نہ کریں گے قاتلینِ عثمانؓ ان کے ساتھ ہیں انہیں سب سے پہلے ان سے بدلہ لینا چاہیے تھا لیکن انہوں نے ایسا نہیں کیا ! اب ہم ان کو بھی دمِ عثمانؓ میں شریک سمجھنے پر مجبور ہوں گے لٰہذا نہ ہم انہیں خلیفہ تسلیم کریں گے نہ اِن سے بیعت ہوں گے اور نہ ہی ایسی صورت میں انکارِ بیعت وغیرہ کا ہمیں گناہ ہوگا ! ! !

جیسا کہ بین الاقوامی دستور ہے امیر المومنین سیّدنا علی رضی اللہ عنہ نے امارت قبول فرمانے

---

[۱] سلطنت کا نظام چلانے والے ذمہ دار ماہرین۔ محمود میاں غفرلہٗ

کے بعد اپنے پسندیدہ گورنر جگہ جگہ مقرر کیے اور گزشتہ دور کے گورنروں کے نام معزول ہو جانے کے حکم نامے تحریر فرمائے جن میں ایک حکم نامہ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے معزول ہو جانے کا تھا !

حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ سیّدنا فاروقِ اعظم رضی اللہ عنہ کے دورِ خلافت سے شہادتِ سیّدنا عثمان رضی اللہ عنہ تک مسلسل شام کے گورنر چلے آ رہے تھے اور ان کی گورنری پر اہلِ شام متفق تھے ! !

انہوں نے مشورہ کے بعد طے کیا کہ امیر المومنین سیّدنا علی کرم اللہ وجہہ کا حکم اُس وقت تک نہ مانا جائے جب تک کہ وہ قاتلینِ عثمانؓ سے بدلہ نہ لے لیں ! ! !

سیّدنا علی کرم اللہ وجہہ نے ارشاد فرمایا کہ میں دمِ عثمانؓ کا بدلہ ضرور لوں گا لیکن ذرا ٹھہر کر جب ملکی حالات درست ہو جائیں تب ! ورنہ قاتلینِ عثمانؓ کی جڑیں قبائل میں پھیلی ہوئی ہیں بغاوت کا اندیشہ ہے جس سے حکومت کا استحکام پارہ پارہ ہو جائے گا البتہ استحکام حکومت ہوتے ہی میں بدلہ ضرور لوں گا ! !

اُن کی اس بات کو حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے نہیں مانا اور اختلاف بڑھتا چلا گیا !

دلائل طرفین کے پاس تھے اور ان ہی دلائل کی وجہ سے ہر ایک اپنے موقف پر پوری طرح جما ! !

حضرت علیؓ کا بدلہ :

اور اسی وجہ سے (کہ ہر فریق کے پاس صحیح دلائل تھے) سیّدنا علی رضی اللہ عنہ نے حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ وغیرہم کا مال مالِ غنیمت کی طرح کہیں بھی قبضہ میں نہیں لیا نہ ہی قیدیوں کو غلام بنایا !

بلکہ ایک دفعہ ایک شخص نے دریافت کیا کہ ہم میں سے جو قتل ہوتے ہیں شہید ہیں یا نہیں ؟ ؟

تو اِرشاد فرمایا کہ شہید ہیں ! !

اُس نے دریافت کیا جو ہمارے مقابلہ میں مارے جا رہے ہیں اُن کا کیا حکم ہے ؟ فرمایا وہ بھی شہید ہیں ! [۱]

---

[۱] کیونکہ اگر اختلاف دلائلِ صحیحہ کی بنیاد پر ہو تو یہی حکم ہے ورنہ حدیث شریف میں آتا ہے القاتل والمقتول فی النار قاتل اور مقتول دونوں آگ میں جائیں گے ! صحابی نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ قاتل کا جہنمی ہونا تو سمجھ میں آتا ہے مقتول کیوں جہنمی ہوگا ؟ فرمایا اِنَّہٗ کَانَ حَرِیْصًا عَلٰی قَتْلِ صَاحِبِہٖ کیونکہ وہ بھی تو دوسرے کو قتل کر ڈالنے کی حرص میں مبتلا تھا یہ بات دوسری ہے کہ اُسے موقع نہ مل سکا اور کامیاب نہ ہو سکا بلکہ خود ہی مارا گیا۔ حامد میاں غفرلہٗ

خوارج کے اعتراض کا جواب :

حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے ''خوارج'' [۱] نے ایک مرتبہ یہی سوال کیا کہ آپ مقابل جماعت کے قیدیوں کو غلام اور باندیاں کیوں نہیں بناتے ؟ انہوں نے جواب میں ارشاد فرمایا کہ اَتَسْبُوْنَ اُمَّکُمْ عَائِشَۃَ کیا تم اپنی ماں حضرت عائشہ کو قیدی اور لونڈی بنانا چاہتے ہو ؟ ؟

حضرت معاویہؓ کا رویہ :

اسی طرح حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کا بھی روّیہ رہا انہوں نے بھی ایسی حرکات کو جائز نہیں سمجھا اور اختلاف کے باوجود احترام قائم رکھا ! ! بلکہ حافظ ابن کثیر رحمۃ اللہ علیہ نے ''البدایہ والنہایہ'' میں تحریر فرمایا ہے کہ اُس زمانہ میں بھی حضرت معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ ضرورت کے وقت حضرت حسن اور حضرت حسین رضی اللہ عنہما کی مالی اِمداد فرماتے رہے ! !

حضرت معاویہؓ نے یہ ادب بھی ملحوظ رکھا کہ حضرت علیؓ کی حیات میں اور آپ کے بعد حضرت حسنؓ سے صلح کے وقت تک اپنے نام کے ساتھ امیر المومنین کا لفظ نہیں استعمال کیا صرف امیر (گورنر) کا لفظ استعمال فرماتے رہے ! !

قولِ زریں :

میرا خیال ہے کہ اگر لشکروں میں فسادی لوگ نہ ہوتے تو شاید صفین کے مقام پر لڑائی کی نوبت نہ آتی اور اگر یہ حضراتِ صحابہ نہ ہوتے تو نہ معلوم کتنا خون خرابہ ہوتا اور ساری زندگی لڑائی جاری رہتی ! !

ایک نکتہ پر اتفاق :

اس دور میں اور اس دور کے بعد صحابہ کرام کا آپس میں اس اَمر پر اتفاق رہا ہے کہ سب صحابہ واجب الاحترام ہیں ادھر کے ہوں یا اُدھر کے یا یکسو رہنے والے، سب کے پاس دلائل تھے اور سب پاکیزہ دل تھے فسادیوں کی شرارتوں نے حالات ایسے بنا دیے تھے کہ معاملات سلجھائے نہ سلجھتے تھے

---

[۱] اہلِ سنت سے خارج ایک باطل فرقہ جس نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کے خلاف بغاوت کی۔ محمود میاں غفرلہٗ

حتی کہ یہی فسادی حضرت علی رضی اللہ عنہ کی شہادت کا سبب بنے ! اور حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ زخمی ہوئے اور حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ ان کے قاتلانہ حملہ سے بچ گئے !

عقیدۂ اہلِ سنت :

ایک دفعہ حضرت عمر بن عبد العزیز رحمة اللہ علیہ نے فرمایا کہ ہم اُس دور میں نہیں تھے اور ہمارے ہاتھ کسی فریق کے خون میں نہیں رنگے گئے اس لیے اب ہم اپنی زبانیں کیوں کسی فریق کے خون میں رنگیں ! ! ! اور یہی تمام دنیا کے اہلِ سنت والجماعت کا عقیدہ (وعمل) چلا آرہا ہے۔

عوام کیا کریں ؟

ان حالات کو تحریر کرنے سے میرا مقصد یہ ہے کہ اگر علماء میں اختلاف ہو تو وہ دلائل پر مبنی ہوتا ہے اس لیے کسی بھی دوسرے فریق کو عوام اپنی نظر سے گرا کر اپنا دین تباہ نہ کریں ! ورنہ اگر عالم کا احترام نہ رہا تو علم دین اور دین دونوں کا احترام دل سے نکل جائے گا اور یہ (عوام کے لیے) بہت بڑی تباہی ہے ! وہ علماءِ کرام جو تقریبًا ڈیڑھ سو سال سے بحالی حکومتِ مسلمہ اور جہاد آزادی میں لگے رہے ہیں اُن کے علمی اور رُوحانی وارث آج بھی موجود ہیں اُنہیں تلاش کریں اُن کے جتنے بھی قریب ہوں گے اُن کی خوبیاں زیادہ نظر آئیں گی ! وہ دین پر استقامت کا نمونہ ہوتے ہیں ایسے حضرات کا دامن نہ چھوڑیں نہ ہی اُن کے مقابل آئیں ! یہ ایسا سنہری موقع ہے کہ جو کچھ آپ کرنا چاہیں گے وہ ہو جائے گا اور ہم سب یقینًا یہی چاہتے ہیں کہ یہاں اسلام ہی اسلام ہو اور ہمارا حشر خادمینِ اسلام میں ہو رسولِ خدا ﷺ کے ساتھ ہو ! ! !

آخرت کا قائد ؟

کون سا مسلمان ایسا ہے جو یہ چاہتا ہو کہ انگریزی قانون باقی رہے یا کوئی بھی قانون خواہ چینی ہو یا روسی یہاں نافذ ہو اور وہ قیامت میں انگریزوں اور روسی یا چینی لیڈروں کے ساتھ اُٹھایا جائے اور آئندہ آنے والی نسلیں اور (اہلِ) اسلام قیامت کے دن اس پر لعنت کریں والعیاذ باللہ !

باری تعالیٰ کا ارشاد ہے ﴿ یَوْمَ نَدْعُوْا کُلَّ اُنَاسٍ بِاِمَامِهِمْ ﴾[1] یعنی جس دن ہم بلائیں گے ہر فرقہ کو اُن کے سرداروں کے ساتھ کہ وہ کس کے ساتھ رہنا چاہتے ہیں ؟

سوچیے اور بہت سوچیے آخرت کو سامنے رکھ کر سوچیے ! ؟ رسولِ خدا ﷺ کی نظر سامنے رکھ کر سوچیے ! پھر فیصلہ کیجئے اور جم جائیے، اللہ کی نصرتیں اور رحمتیں آپ کے ساتھ ہوں گی اللہ تعالیٰ کی بشارتیں ملاحظہ فرمائیں

﴿ اِنَّ الَّذِیْنَ قَالُوْا رَبُّنَا اللّٰهُ ثُمَّ اسْتَقَامُوْا تَتَنَزَّلُ عَلَیْهِمُ الْمَلٰٓئِكَةُ اَنْ لَّا تَخَافُوْا وَلَا تَحْزَنُوْا وَ اَبْشِرُوْا بِالْجَنَّةِ الَّتِیْ كُنْتُمْ تُوْعَدُوْنَ نَحْنُ اَوْلِیَآئُكُمْ فِی الْحَیٰوةِ وَ فِی الْاٰخِرَةِ وَ لَكُمْ فِیْهَا مَا تَشْتَهِیْٓ اَنْفُسُكُمْ وَلَكُمْ فِیْهَا مَا تَدَّعُوْنَ ﴾[2]

''یہ بات یقینی ہے کہ جن لوگوں نے کہا کہ اللہ ہمارا رب ہے پھر اسی پر قائم رہے اُن پر فرشتے اُترتے ہیں کہ تم مت ڈرو اور نہ غم کھاؤ ! ! اور اُس بہشت کی خوشخبری سنو جس کا تم سے وعدہ تھا، ہم ہیں تمہارے رفیق دنیا میں اور آخرت میں، وہاں تمہارے لیے وہ ہے جو کچھ تم مانگو''

(بقلم حضرت اقدس مولانا سیّد) حامد میاں غفرلہٗ

رجب ۱۳۹۰ھ / ستمبر ۱۹۷۰ء

شیخ المشائخ محدثِ کبیر حضرت اقدس مولانا سیّد حامد میاں صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے سلسلہ وار مطبوعہ مضامین جامعہ مدنیہ جدید کی ویب سائٹ پر پڑھے جاسکتے ہیں

https://www.jamiamadniajadeed.org/maqalat/maqalat1.php

[1] سُورۃ الاسراء : ۷۱ [2] سُورۃ حٰم السجدۃ : ۳۰، ۳۱

مولای صل وسلم دائما ابدا ۔ درس حدیث ۔ علی حبیبک خیر الخلق کلھم

حضرت اقدس پیرو مرشد مولانا سیّد حامد میاں صاحب رحمہ اللہ کا مجلسِ ذکر کے بعد درسِ حدیث ''خانقاہِ حامدیہ چشتیہ'' رائیونڈ روڈ لاہور کے زیرِ انتظام ماہنامہ ''انوارِ مدینہ'' کے ذریعہ ہر ماہ حضرت اقدس رحمہ اللہ کے مریدین اور عام مسلمانوں تک باقاعدہ پہنچایا جاتا ہے اللہ تعالیٰ حضرت اقدس رحمہ اللہ کے اِس فیض کو تاقیامت جاری و مقبول فرمائے ، آمین ۔

اللہ تعالیٰ کی شانِ بے نیازی ! زبانی توبہ کافی نہیں !
عاجزی اور گناہوں پر پشیمانی اللہ تعالیٰ کو پسند ہے !

(درسِ حدیث نمبر۶۱/۳۱۰)

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی خَیْرِ خَلْقِہٖ سَیِّدِنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّدٍ وَّاٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ اَجْمَعِیْنَ اَمَّابَعْدُ !

مشکوۃ شریف میں ایک طویل حدیث ہے حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک دفعہ جنابِ آقائے نامدار ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ

اے میرے بندو ! میں نے اپنے اُوپر ظلم کو حرام قرار دیا ہے اور تمہارے اُوپر بھی آپس میں ایک دُوسرے پر ظلم کرنے کو حرام قرار دیا ہے فَلَا تُظَالِمُوْا پس ایک دُوسرے پر ظلم نہ کرو !

اے میرے بندو ! تم سب کے سب بھٹکنے والے ہو سوائے اُس کے جس کو میں راہ پر لگاؤں فَاسْتَھْدُوْنِیْ اَھْدِکُمْ پس تم مجھ سے ہدایت طلب کرو میں تمہیں ہدایت دُوں گا !

اے میرے بندو ! تم سب کے سب بھوکے ہو سوائے اُس کے کہ جس کا میں پیٹ بھروں فَاسْتَطْعِمُوْنِیْ اُطْعِمْکُمْ پس مجھ سے طلب کرو میں تمہیں کھلاؤں گا !

اے میرے بندو ! تم سب کے سب بے کپڑے ہو سوائے اُس کے کہ جس کو میں کپڑا عنایت کروں فَاسْتَکْسُوْنِیْ اَکْسُکُمْ پس مجھ سے کپڑے طلب کرو میں تمہیں پہناؤں گا !

اے میرے بندو ! تم دن میں بھی گناہ کرتے ہو اور رات میں بھی، اور میری شان یہ ہے کہ میں تمہارے سب کے سب گناہ بخش دیا کرتا ہوں فَاسْتَغْفِرُوْنِیْ اَغْفِرْلَکُمْ پس تم مجھ سے مغفرت چاہو میں تمہارے لیے تمہارے گناہ بخش دُوں گا !

اے میرے بندو ! تم اپنے خالق کو نہ نفع پہنچا سکتے ہو اور نہ نقصان !

اے میرے بندو ! اگر تم اَوّل و آخر اِنسان و جنات سب ایسے ہو جائیں جیسے تم میں کوئی بڑے سے بڑا متقی ہو تو اِس سے میرے مُلک میں کوئی زیادتی نہ ہوگی !

اے میرے بندو ! اگر تم میں اَوّل و آخر انسان و جنات سب ایسے ہو جائیں جو تم میں سب سے زیادہ خراب ہو تو اِس سے میری سلطنت میں کوئی کمی نہ آئے گی !

اے میرے بندو ! اگر تمہارے اَوّل و آخر انسان و جنات کسی جگہ پر کھڑے ہو کر مجھ سے سوال کر دیں اور میں ہر ایک انسان کو وہ دے دُوں جو وہ مانگے تو ایسا کرنے سے میرے خزانوں میں کوئی کمی نہیں آئے گی !

اے میرے بندو ! یہ جو کچھ بھی ہیں تمہارے ہی اعمال ہیں، یہ میں تمہارے کیے ہوئے تمہارے اُوپر شمار کرتا ہوں پھر یہ اعمال پورے کے پورے تمہیں پہنچا دُوں گا !

فَمَنْ وَّجَدَ خَیْرًا فَلْیَحْمَدِ اللّٰہَ پس جو اچھائی پائے تو اُسے چاہیے کہ اللہ کا شکر کرے !

وَمَنْ وَّجَدَ غَیْرَ ذٰلِكَ فَلَا یَلُوْمَنَّ اِلَّا نَفْسَهٗ [1] اور جو اِس کے علاوہ (برا خمیازہ) پائے تو اُسے چاہیے کہ اپنے نفس کو ملامت کرے ! قرآنِ حکیم میں ہے :

﴿ فَمَنْ یَّعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ خَیْرًا یَّرَهٗ ۝ وَمَنْ یَّعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ شَرًّا یَّرَهٗ ﴾ [2]

''جو ذرّہ برابر بھی نیکی کرتا ہے وہ اُس کو دیکھ لے گا اور جو ذرّہ برابر بھی برائی کرتا ہے وہ اُس (کے برے انجام) کو دیکھ لے گا''

---

[1] مشکوۃ المصابیح کتاب الدعوات رقم الحدیث ٢٣٢٦ [2] سُورۃ الزلزال : ٧ ، ٨

گویا بُرے کو بُرائی کا بدلہ اور اچھے کو بھلائی کا بدلہ مِل کر رہے گا خواہ دُنیا میں ہو خواہ آخرت میں !

تو اِنسان کو چاہیے کہ معمولی گناہوں سے بھی اجتناب کرے صغیرہ گناہوں کے لیے بھی استغفار کرے ! حق تعالیٰ کے حضور گڑگڑائے تاکہ کہیں ایسا نہ ہو کہ وہ گناہ جس کو وہ معمولی اور چھوٹا سمجھتا ہے اُس کی گرفت اور عذاب کا باعث بن جائے ! !

صرف زبانی استغفار کافی نہیں :

یہ بات بار بار کہہ چکا ہوں کہ استغفار صرف زبان سے کافی نہیں، زبانی توبہ کا کوئی اعتبار نہیں استغفار تب معتبر ہے جب اَوّل گناہوں پر نادم ہو، جرم خواہ کتنا ہی بڑا کیوں نہ ہو مگر جب دل میں ندامت اور شرمندگی ہوگی اور اُس گناہ کے باعث اپنے آپ کو ملامت کرے گا تو حق تعالیٰ سے اُمید ہے کہ وہ معاف فرمادیں گے ! !

حدیث شریف میں بنی اِسرائیل کا ایک واقعہ مذکور ہے کہ بنی اِسرائیل میں ایک شخص تھا جس نے پوری زندگی گناہوں میں گزار دی تھی، بڑے بڑے قتل جیسے جرائم اُس سے صادر ہوئے تھے آخر میں وہ اپنے جرائم اور اپنی سیہ کاریوں پر نادم ہوا اور ایک راہب کے پاس چلا آیا، اُس کے سامنے اپنا حال بیان کیا تو اُس نے کہا کہ تو بہت بڑا مجرم ہے تیرے جرائم معاف ہونے کے نہیں ! یہ سن کر اُس نے راہب کو بھی قتل کر ڈالا ! ؟ اور ایک اور کے پاس اِسی غرض سے چلا گیا اِس کے حالات سن کر اس کو ایک اور صاحب کے پاس جانے کا مشورہ دیا کہ وہ خدا کا نیک بندہ ہے اُس کے سامنے توبہ کرنا چنانچہ وہ گناہوں پر نادم انسان اُس شخص کی طرف روانہ ہوا ! ابھی اُس نے بہت کم مسافت طے کی تھی کہ موت آپہنچی ! ؟ آقائے نامدار ﷺ فرماتے ہیں کہ وہ آدمی جب چلنے کے قابل نہ رہا تو سینے کے بل گھسٹنے لگا ! اُس کے پاس رُوح قبض کرنے کے لیے جب فرشتے آئے تو فرشتوں میں گفتگو ہوئی ! رحمت کے فرشتے کہتے کہ اِس کی رُوح ہم قبض کریں گے کیونکہ یہ گناہوں پر نادم اور پشیمان تو ہو ہی چکا ہے ! عذاب کے فرشتے کہنے لگے کہ یہ بہت گناہگار رہا ہے اس لیے اس کی جان ہم لیں گے !

جنابِ رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے ملائکہ کو حکم بھیجا کہ زمین ناپ لو، اگر اِس نے مسافت زیادہ طے کی ہے تو اِس کی جان رحمت کے فرشتے قبض کریں ورنہ عذاب کے فرشتے ! ! اگرچہ اِس نے مسافت کم طے کی تھی ! مگر حق تعالیٰ کی رحمت سے اس طرف زمین سمیٹی جس طرف وہ جارہا تھا ! جب زمین کوناپا گیا تو ایک بالشت وہ زیادہ نکلا جو وہ طے کرچکا تھا ! بس پھر تو رحمت کے فرشتے اس کی رُوح لے گئے ! !

چونکہ وہ دل میں سخت نادِم تھا شرمسار تھا اس لیے حق تعالیٰ کو اُس کی ندامت اور شرمساری پسند آئی ! شاید ایک بالشت ہی وہ گھسٹا ہوگا ! جو ایک بالشت کا فرق ملائکہ کو دکھایا گیا ! اور حق تعالیٰ قریب کو بعید اور بعید کو قریب کرنے پر قادر ہیں ! !

تو عرض یہ کررہا تھا کہ گناہ جتنے بھی ہوں مگر ندامت پشیمانی استغفار اور عاجزی سے حق تعالیٰ معاف فرمادیتے ہیں ! ! ! (بحوالہ ہفت روزہ خدام الدین لاہور ۱۴؍جون ۱۹۶۸ء)

تقریب ختمِ بخاری شریف و دستار بندی

۱۵؍رجب المرجب ۱۴۴۵ھ/ ۲۸؍جنوری ۲۰۲۴ء بروز اتوار جامعہ مدنیہ جدید میں ''ختم بخاری شریف و دَستار بندی'' کی پُر وقار تقریب اِن شاء اللہ صبح دس بجے منعقد ہوگی ان شاء اللہ اس مبارک موقع پر شرکت فرما کر برکات سے مستفیض ہوں !

اَلدّاعی اِلی الخیر

سیّد محمود میاں غفرلہٗ و اَراکین و خدام جامعہ مدنیہ جدید

سیرتِ مبارکہ

غارِ ثور میں قیام اور ضروری انتظامات

مؤرخِ ملت حضرت مولانا سید محمد میاں صاحب ؒ کی تصنیفِ لطیف

سیرتِ مبارکہ محمد رسول اللہ ﷺ کے چند اَوراق

✿ ✿ ✿

سب کچھ قربان :

﴿ وَيُؤْثِرُوْنَ عَلٰی اَنْفُسِهِمْ وَلَوْ كَانَ بِهِمْ خَصَاصَةٌ ﴾ (سُورة الحشر : ۹)

''اور وہ مقدم رکھتے ہیں اپنے نفسوں پر باوجودیکہ خود اُن کو شدید حاجت اور سخت ضرورت ہوتی ہے''

یہ آیت اگرچہ ہجرت سے کئی سال بعد حضراتِ انصار رضوان اللہ علیہم اجمعین کے بارے میں نازل ہوئی مگر اِس کی عملی مثال حضرت صدیقِ اکبر رضی اللہ عنہ پہلے ہی پیش کر چکے تھے جب آپ نے سفرِ ہجرت کے وقت اپنی پوری پونجی ساتھ لے لی تھی، پانچ چھ ہزار آپ کے پاس نقد تھے، آپ روانہ ہوئے تو آپ نے سب رقم ساتھ لے لی اور اہل وعیال کو خدا کے نام پر چھوڑ دیا ! !

آپ کے بچوں کا ایثار یہ تھا کہ اِس کی نہ اُن کو کوئی ناگواری ہوئی، نہ تہی دستی سے پریشانی، گویا خود ان کی بھی خواہش یہی تھی ! انتہا یہ کہ جب حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے والد ابو قُحافة کو خبر ہوئی کہ ابوبکر چلے گئے تو بچوں کے پاس آئے اور فرمایا ابوبکر تو چلے ہی گئے، کچھ تمہارے لیے بھی چھوڑ گئے ہیں ؟ ؟

میرا خیال یہ ہے کہ جو کچھ ان کے پاس تھا سب لے گئے، جان سے تو گئے ہی مال بھی لے گئے تمہیں خالی چھوڑ گئے ! تو بڑی صاحبزادی حضرت اسماءؓ نے فوراً جواب دیا، نہیں داداجی وہ ہمارے لیے بہت کچھ چھوڑ گئے ہیں ! ابو قُحافة کچھ مطمئن نہیں ہوئے تو حضرت اسماءؓ نے اُس جگہ جہاں رقم

رہا کرتی تھی کنکریاں تھیلی میں بھر کر رکھ دیں، دادا کی بصارت جاتی رہی تھی ان کا ہاتھ پکڑ کر لے گئیں اور تھیلی پر ہاتھ رکھ کر بتا دیا کہ یہ رقم محفوظ ہے ! !

حضرت اسماء رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ یہ محض دادا کو مطمئن کرنے کے لیے کر دیا ورنہ واقعہ یہ تھا کہ جو کچھ تھا حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ سب لے آئے تھے ہمیں خالی چھوڑ آئے تھے ! ؎۱

حالات سے باخبر رہنے اور دوسری ضروریات کا انتظام :

تین آدمیوں کے خاص خاص کام سپرد کیے گئے تھے ؎۲

(۱) حضرت ابوبکرؓ کے فرزند ارجمند عبداللہ نوجوان تھے مگر نہایت ہوشیار، بہت تیز، بات کو تاڑنے والے، پرکھنے والے، ان کے ذمہ یہ تھا کہ مخالفین کے اقدامات پر نظر رکھیں حالات کا جائزہ لیتے رہیں ؎۳ یہ دن بھر مکہ معظّمہ میں کن سوئیں لیتے رہتے ؎۴ دن چھپے اندھیرا ہوا جاتا تو غار پر پہنچتے تھے تمام رُوئیداد سنا دیتے، حالات سے باخبر کر دیتے، پھر آخر پہر میں مکہ معظّمہ پہنچ جاتے گویا رات بھر یہیں رہے ہیں !

(۲) حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے آزاد کردہ غلام عامر بن فُهیرة ؎۵ جن کو حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے حضرت بلال رضی اللہ عنہ کے ساتھ ہجرت کی اجازت نہیں دی تھی بلکہ روک لیا تھا، ان کے ذمہ یہ تھا کہ تازہ دودھ آنحضرت ﷺ کی خدمت میں پیش کرتے رہیں، شام کو جب اندھیرا ہو جاتا یہ بکریاں غار پر لے جاتے، دودھ دوہتے اس کو گرم کرتے اور سیّد الکونین ﷺ اور اپنے آقا (ابوبکر) کی خدمت میں پیش کر دیتے پھر بکریوں کو ہکا کر صبح سے پہلے تڑکے میں مکہ پہنچ جاتے ! !

(۳) اُس زمانہ میں سڑکیں نہیں تھیں اس لیے راستوں اور خصوصاً پہاڑی راستوں سے واقف ہونا بھی

؎۱ سیرت ابن ہشام ج ۱ ص ۲۹۳ ؎۲ بخاری شریف ص ۵۵۴ ؎۳ ان کے حالات آئندہ آئیں گے زیرِ عنوان متعلقین کی آمد حاشیہ میں ملاحظہ فرمائیں۔ غلام شاب ، ثقف لقن (بخاری شریف ص ۵۵۳)

؎۴ ہر بات پر کان رکھتے رہے ؎۵ مگر آقاؤں کے آقا، بئیر معونہ کے حادثہ میں اِن کو شہید کر دیا گیا، قاتلوں کے سردار عامر بن طفیل نے لوگوں سے دریافت کیا یہ لاش کس کی ہے ؟ میں نے دیکھا کہ اس کو اُٹھا کر آسمان کی طرف لے جایا گیا پھر احتیاط سے نیچے اُتارا گیا اور رکھ دیا گیا۔ (بخاری شریف ص ۵۸۷)

ایک خاص فن تھا اس کے ماہر کو ''خِرِّیتْ'' کہا کرتے تھے، قافلہ کے ساتھ خِرِّیتْ ضرور ہوتا تھا اس کی معقول اُجرت ہوتی تھی، حضرت ابوبکرؓ نے قبیلہ بنی دیل کے ایک شخص کو جس کا نام عبداللہ بن اریقد تھا (اور عبداللہ بن اریقط بھی کہلاتا تھا) اس خدمت کے لیے طے کرلیا تھا، یہ مسلمان نہیں تھا بلکہ مشرکینِ مکہ کا ہم مسلک تھا، عاص بن وائل سھمی کے خاندان کا حلیف تھا، یہ تو نہیں معلوم کہ اُجرت کیا طے ہوئی تھی البتہ ان دونوں بزرگوں کو اِس پر پورا اطمینان تھا یہاں تک کہ دونوں سانڈنیاں اسی کے حوالے کردی تھیں اور بتادیا تھا کہ تین رات گزرنے کے بعد وہ چوتھے دن صبح سویرے غارِ ثور پر پہنچ جائے ! ! ۱

یہ ''خِرِّیتْ'' وعدہ کے مطابق ٹھیک وقت پر پہنچا اور یہ حضرات سوار ہوکر روانہ ہوگئے ''خِرِّیتْ'' نے سیدھا راستہ چھوڑ کر ساحلِ سمندر کا راستہ اختیار کیا جو چکر کاٹ کر مدینہ پہنچتا تھا ایک ہفتہ بعد ۱۲/ ربیع الاوّل کو پیر کے دن یہ مقدس قافلہ منزلِ مقصود پر پہنچا ! ۲

باہوش وباتدبیر رفاقت :

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اس راستہ سے پہلی دفعہ تشریف لے جارہے تھے لیکن حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کاروباری ضرورتوں سے شام جاتے رہتے تھے، قبائل کے شیوخ سے ان کے تعلقات تھے لوگ ان کو پہچانتے تھے اُس وقت جب ایک باوجاہت شریف صورت رفیق کو ساتھ دیکھتے تو پوچھتے تھے یہ کون صاحب ہیں ؟ حضرت صدیق رضی اللہ عنہ کا جواب یہ ہوتا تھا هٰذَا الرَّجُلُ يَهْدِيْنِى الطَّرِيْقَ ۳ ''یہ صاحب مجھے راستہ بتاتے ہیں'' غارِ ثور سے روانہ ہوئے تو تمام رات چلتے رہے، اگلے دن دوپہر کا

---

۱ اطمینان کا سبب بظاہر حلف ہی تھا اس کی تفصیل مقدمہ میں ملاحظہ ہو زیرِ عنوان ''معاہدات''

۲ ابن سعد، ابن ہشام وغیرہ عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کا ارشاد ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت پیر (دوشنبہ) کے روز ہوئی۔ پیر ہی کو نبوت عطا ہوئی، پیر کے دن ہی مکہ معظّمہ سے روانہ ہوئے اور پیر کے دن ہی مدینہ منورہ میں رونق افروز ہوئے (مسند احمد) ابن سعد اور ابن ہشام وغیرہ نے بھی پیر کا دن ہی بیان کیا ہے لیکن تقویم سن عیسوی و سن ہجری کے لحاظ سے یکم ربیع الاوّل پیر کے دن ہوتی ہے تو ۱۲/ ربیع الاوّل کو پیر کا دن نہیں ہوتا، بظاہر تقویمات کا فرق ہے۔ ۳ بخاری شریف ص ۵۵۶ ، ابن سعد ج ۱ ص ۱۵۹

وقت ہو گیا دھوپ تیز ہو گئی اس کھلے ہوئے لق ودق میدان میں پتھر کی چٹان کے نیچے کچھ سایہ تھا حضرت ابوبکرؓ فرماتے ہیں کہ میں نے اس کو غنیمت سمجھا میں چٹان پر پہنچا آنحضرت ﷺ کو ساتھ لے گیا میرے ساتھ ایک ''فَرْوَۃٌ'' چمڑے کا بستر تھا میں اس کو سایہ میں بچھا دیا اور اپنے آقا (علیه السلام) کو اِس پر لٹا دیا پھر میں نے نظر دوڑائی تو ایک چرواہے کو دیکھا جو بکریوں کے چھوٹے سے گلہ کو ہکاتے ہوئے اس طرف لا رہا تھا اور وہ بھی اس چٹان کے سایہ میں آرام کرنا چاہتا تھا میں اس کے پاس پہنچا اور دریافت کیا، یہ بکریاں کس کی ہیں ؟ تمہارا کون مالک ہے ؟ چرواہے نے ایک شخص کا نام لیا جس کو میں جانتا تھا، میں نے دریافت کیا کہ کیا کوئی بکری دودھ دیتی ہے اور کیا تم دودھ دے سکتے ہو ؟ اس نے اقرار کیا، چنانچہ وہ ایک بکری پکڑ کر لے آیا، میں نے کہا پہلے تم بکری کے تھن پونچھ کر صاف کرو، پھر اپنے ہاتھ صاف کرو پھر دودھ نکالو، اس نے میری فرمائش پر عمل کیا اور تھوڑا سا دودھ دوہ کر مجھے دے دیا، میں نے آنحضرت ﷺ کے لیے ایک چھاگل میں پانی رکھ چھوڑا تھا اس کے منہ پر کپڑا رکھا تھا (کہ گرد وغبار نہ پڑے) میں نے دودھ میں اتنا پانی ڈالا کہ تلی تک تمام دودھ ٹھنڈا ہو گیا (دودھ کی لسی بنالی) پھر میں نے آنحضرت ﷺ کی خدمت میں پیش کیا، آپ نے نوش فرمایا میرا جی خوش ہو گیا[1]

راستہ کی مختصر سرگزشت :

﴿ وَاللّٰہُ یَعْصِمُکَ مِنَ النَّاسِ ﴾ [2] ''اور اللہ آپ کی حفاظت کرے گا لوگوں سے''

آیت کا نزول اگرچہ بعد میں ہوا ہے مگر حفاظتِ خداوندی کا عجیب وغریب ظہور اس سفر میں ہو چکا تھا سُراقة بن مالك بن جُعشُم [3] کا واقعہ اس کی مثال ہے، یہ قبیلة بنی مدلج کا ایک شیخ تھا، اعلانچی اس کے یہاں بھی پہنچے تھے اور یہ اعلان اس نے بھی سنا تھا جو قریش نے آنحضرت ﷺ اور آپ کے رفیق سفر کے گرفتار کرنے یا قتل کرنے والے کے متعلق کیا تھا، سُراقة خود بیان کرتے ہیں کہ میں قبیلہ میں ایک چوپال میں بیٹھا ہوا تھا کہ کچھ آدمیوں نے آکر کہا کہ سمندر کے کنارے جاتے ہوئے کچھ آدمیوں کی پرچھائیاں سی نظر آئی ہیں، ہمارا خیال ہے کہ محمد (ﷺ) اور اُس کے ساتھی ہیں !

---

[1] بخاری شریف ص ۵۵۶ و ص ۳۳۰ وغیرہ [2] سُورۃ المائدۃ : ٦٧ [3] بخاری شریف ص ۵۵۶

سُراقة کہتے ہیں کہ میرے ذہن میں بھی یہی آیا کہ ان کا خیال صحیح ہے مگر اس شوق میں کہ سارا اِنعام تنہا میں حاصل کرلوں میں نے ان کی بات ٹال دی ! میں نے کہا کہ محمد یہاں کہاں ؟ فلاں فلاں آدمی ہمارے سامنے گزرے ہیں یہ وہ لوگ ہوں گے ! خبر دینے والوں نے میری بات مان لی، کسی اور نے کچھ خیال نہیں کیا، میں تھوڑی دیر وہاں بیٹھا رہا پھر خاموشی سے اُٹھا اپنے مکان میں گیا باندی سے کہا میری گھوڑی ٹیلے کے پیچھے چر رہی ہے اُس کو لے آ اور تیار کردے میں نے بھی ضروری سامان ٹھیک کرلیا پھر میں نے نیزہ لیا اور اِس خیال سے کہ لوگ نیزہ نہ دیکھ لیں اس کی بھال ہاتھ میں لی اور پھولی زمین پر ڈال کر کھینچتا ہوا چلا اور مکان کی پشت کی طرف سے نکل کر گھوڑی پر سوار ہوگیا، وہ کبھی دُلکی اور کبھی پوئیا دوڑتی ہوئی مجھے لے چلی، یہاں تک کہ میں آنحضرت ﷺ کے قریب پہنچ گیا ! اچانک گھوڑی کے ٹھوکر لگی اور میں زمین پر آرہا ! میں فوراً اُٹھا میرے ترکش میں فال معلوم کرنے والے تیر تھے میں نے ان کو نکالا اور میں نے یہ معلوم کرنا چاہا کہ میں ان کو نقصان پہنچا سکوں گا یا نہیں ؟ اتفاق سے میری مرضی کے خلاف فال نکلی ! مگر میں نے اس کا خیال نہیں کیا، میں نے فال کے فیصلہ سے بغاوت کی ! پھر گھوڑے پر سوار ہوا اور اس کو تیز دوڑا دیا اور اتنے قریب پہنچ گیا کہ آنحضرت ﷺ کی تلاوت کی آواز میرے کانوں میں آنے لگی ! !

آنحضرت ﷺ تلاوتِ کلام اللہ میں مشغول تھے آپ کسی اور طرف دھیان قطعاً نہیں دے رہے تھے ! البتہ ابوبکر رضی اللہ عنہ دائیں بائیں سب طرف دیکھتے ہوئے چل رہے تھے ! جب میں اتنے قریب پہنچ گیا تو دفعتاً میری گھوڑی کے پاؤں تک زمین میں دھنس گئے اور میں نیچے گر گیا ! میں اُٹھا، میں نے گھوڑے کو اُٹھایا اُس کو ڈانٹا اُس کے پیر زمین سے بڑی مشکل سے نکلے، ساتھ ساتھ پیروں کی جگہ سے دھوئیں کی طرح غبار انکلا جو آسمان کی طرف چڑھ رہا تھا ! اب میں نے پھر فال نکالی اس مرتبہ بھی فال میری مرضی کے خلاف ہی نکلی، تو میں نے ہمت ہار دی فال کی مخالفت نہیں کی اور میرے دل میں یہ بات جم گئی کہ محمد رسول اللہ (ﷺ) ضرور کامیاب ہوں گے ! ! ! میں نے وہیں سے پکارا

"میں آپ صاحبان سے امن چاہتا ہوں"

یہ حضرات ٹھہرے، میں نے ان کے قریب جا کر قریش کی تمام باتیں جو اَب تک کر چکے تھے اور جو وہ آئندہ کرنے والے تھے اُن کو سنا دیں !

میں نے آپ کی خدمت میں کچھ ناشتہ اور کچھ سامان پیش کرنا چاہا مگر میری پیشکش ان حضرات نے منظور نہیں فرمائی !

میں نے یہ بھی عرض کیا کہ میرے اُونٹ آپ کو راستہ میں ملیں گے ان کے ساتھ چرواہے بھی ہیں میں اپنا تیر دیے دیتا ہوں یہ ان کو دکھا دیں اور جتنے دودھ کی ضرورت ہو آپ اُن سے لے لیں ! ! مگر ان حضرات نے میری کوئی پیشکش منظور نہیں فرمائی ! ! صرف ایک فرمائش کی کہ کسی کو ہماری خبر نہ کرنا، میں نے وعدہ کیا اور ساتھ ہی یہ بھی درخواست کی کہ میرے لیے امن کا پروانہ لکھ دیں ! ! [1]

آنحضرت ﷺ نے عامر بن فهيرة رضی اللہ عنہ کو حکم فرمایا، انہوں نے چمڑے کے ایک ٹکڑے پر پروانۂ اَمن لکھ کر سُراقة کو دے دیا، پھر یہ حضرات مدینہ کی طرف روانہ ہوگئے اور سراقہ مکہ کی طرف واپس ہوا !

سُراقة نے اپنا وعدہ پورا کیا، راستہ میں جو ملتے رہے اُن کو اطمینان دلا کر واپس کرتا رہا کہ میں دُور تک دیکھ آیا ہوں اس طرف کوئی نہیں ہے ! اس طرح بقول حضرت انسؓ سُراقة بن مالك بن جُعشُم کی مختصر رُوئیداد یہ ہے کہ صبح کے وقت حملہ آور، شام کے وقت محافظ ! [2]

حضرت زبیرؓ سے ملاقات اور پیشکش :

اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے عجیب کرشمہ ہے کہ حضرت اسماء رضی اللہ عنہا نے اپنا نِطَاقْ چاک کر کے اس میں ناشتہ دان اور مشکیزہ باندھا تھا ان کے شوہر حضرت زبیر بن العوام رضی اللہ عنہ نے آنحضرت ﷺ کی خدمت میں خلعت پیش کیا ، جس کی تفصیل یہ ہے :

---

[1] ابن ابی شیبہ بحوالہ فتح الباری ج ۷ ص ۱۹۲ [2] بخاری شریف ص ۵۵۶

حضرت زبیر رضی اللہ عنہ اور اُن کے ساتھ کچھ اور تاجر بسلسلۂ تجارت شام گئے تھے وہاں سے واپس ہو رہے تھے کہ راستہ میں ان مقدس مہاجرین سے ملاقات ہوگئی ! ! حضرت زبیر رضی اللہ عنہ نے سفید کپڑے کا جوڑا آنحضرت ﷺ کی خدمت میں پیش کیا اور ایک جوڑا صدیقِ اکبرؓ کو پہنایا[۱] ایک روایت یہ بھی ہے کہ اس قافلہ میں حضرت عمر، حضرت طلحہ اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہ بھی تھے، واپسی کے وقت حضرت زبیر رضی اللہ عنہ آگے آگئے تھے، جب مدینہ کے قریب پہنچے تو باقی حضرات سے ملاقات ہوئی وہاں طلحہ رضی اللہ عنہ نے بھی ان دونوں حضرات کی خدمت میں جوڑے پیش کیے ! [۲]

یثرب میں ورودِ مسعود :

﴿ وَقُلْ رَّبِّ اَنْزِلْنِیْ مُنْزَلًا مُّبَارَكًا وَّاَنْتَ خَيْرُ الْمُنْزِلِيْنَ ﴾ (سُورة المومنون : ۲۹)

''کہو اے پروردگار ! مجھے برکت کے ساتھ اُتار اور تو بہتر اُتارنے والا ہے''

تذکرہ سیّدنا نوح علیہ السلام کے ضمن میں اس دعاء کی تلقین مکہ معظّمہ میں ہوئی تھی آنحضرت ﷺ اس کی تلاوت فرمایا کرتے تھے۔ آج آپ کے حق میں اس کی مقبولیت ظاہر ہو رہی ہے جبکہ معصوم بچیوں کے معصوم جذبات اِس ترانہ سے آپ کا استقبال کر رہے ہیں ! ! !

طَلَعَ الْبَدْرُ عَلَيْنَا مِنْ ثَنِيَّاتِ الْوَدَاع

وَجَبَ الشُّكْرُ عَلَيْنَا مَا دَعَا لِلّٰهِ دَاعٍ

ثَنِيَّاتُ الْوَدَاعِ [۳] سے چودھویں رات کا چاند طلوع ہوا

ہم پر اللہ کا شکر واجب ہوگیا جب تک کوئی دعا کرنے والا دعا کرے (ہمیشہ ہمیشہ کے لیے)

---

[۱] بخاری شریف ص ۵۵۴ [۲] فتح الباری ج ۷ ص ۱۹۳

[۳] ثَنِيَّةٌ گھاٹی اور وَدَاع کے معنی ہیں رُخصت کرنا، چونکہ لمبا سفر کرنے والوں کو رُخصت کرنے کے لیے اہلِ یثرب یہاں تک آیا کرتے تھے اس لیے یہ نام پڑ گیا (معجم البلدان)

مدینہ میں روانگی کی خبر :

ڈاک کا سلسلہ اُس وقت نہیں تھا مگر آنے جانے والوں کے منہ زبانی خبریں پہنچ جاتی تھیں مشتاقانِ دیدار کو یہ معلوم ہو چکا تھا کہ اُن کا محبوب آقا مکہ معظّمہ سے نکل چکا ہے ! اب انتظار کے دن اور گھڑیاں گنی جارہی تھیں، طلوعِ آفتاب سے بہت پہلے پو پھٹنے کے وقت لوگ اُٹھتے اور مدینہ کے باہر ''حَرَّۃ'' پہنچ کر آفتابِ رسالت کے طلوع ہونے کا انتظار کرنے لگتے ! سی انتظار میں دو پہر ہو جاتی، مسافروں کی آمد کا وقت ختم ہو جاتا تو مرجھائے دلوں کو بے تاب سینوں میں دبائے ہوئے واپس ہو جاتے، ایک روز اِسی پژمردگی اور افسردگی کے ساتھ واپس ہوئے تھے کہ ایک آواز نے عورتوں اور بچوں تک کو وارفتہ مسرت بنا دیا ! !

ایک یہودی اپنی کسی ضرورت سے ایک پرانے قلعہ کی اُونچی اٹاری [1] پر چڑھا تھا اُس کی نظر چند سفید پوش سواروں پر پڑی جو اِس طرف چلے آرہے تھے اُس کے دل نے گواہی دی کہ انتظار کرنے والوں کی مراد پوری ہوگئی، یہ خود بے تاب نہیں تھا مگر انتظار کرنے والوں کی بے تابی کا اِس پر یہ اثر تھا کہ خود قابو میں نہ رہا اور زور سے چیخ اُٹھا ! ! !

یَا مَعْشَرَ الْعَرَبِ هٰذَا جَدُّكُمُ الَّذِیْ تَنْتَظِرُوْنَهٗ [2]

''اہلِ عرب ! یہ ٹھیک تمہارے وہی مہمان آگئے جن کا تمہیں انتظار ہے''

اہلِ قبا کی خوش نصیبی تھی کہ یہ آواز اُن کے کانوں میں پڑی اب کوئی کیا بتائے جانبازوں، جانثاروں اور فداکاروں کا کیا حال تھا ؟ وہ کس بے تابی سے دوڑے اور حَرَّۃ پہنچ کر کس طرح رحمۃ للعالمین (صلی اللہ علیہ وسلم) کے زیرِ پا اپنی آنکھیں بچھائیں نظر اشتیاق کو فرشِ راہ بنایا !

قبیلۃ بنی عَمرو بن عوف (جو اَوس کا بطن تھا) یہاں آباد تھا [3] یہ خوش نصیب اسی قبیلہ کے لوگ تھے جنہوں نے یہودی کی آواز سنی اور دوڑے [4]

---

[1] بالاخانہ [2] بخاری شریف ص ۵۵۵ [3] فتح الباری ج ۷ ص ۱۹۴ [4] طبقات ابن سعد ج ۱ ص ۱۵۸

عرب کا دستور تھا کہ معزز مہمانوں کا استقبال ہتھیاروں سے آراستہ ہو کر کیا کرتے تھے ! اس بے تابی میں انہوں نے اپنی اس آن کو نہیں چھوڑا، پہلے ہتھیاروں کی طرف لپکے پھر استقبال کو دوڑے ! ! ۱؎ حَرَّة سے آنحضرت ﷺ نے داہنی طرف رُخ کیا ۲؎ اور پھر پورے مجمع کے ساتھ قبیلہ بنی عمرو بن عوف میں رونق افروز ہوگئے ! لوگ آنے شروع ہوئے وہ اپنے قاعدہ سے سلام کرتے تھے اور بیٹھ جاتے تھے سیّد الکونین ﷺ خاموش تشریف فرما تھے۔ رفیقِ سفر (حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ) کھڑے تھے اور آنے والوں کا استقبال کر رہے تھے جنہوں نے آنحضرت ﷺ کو پہلے نہیں دیکھا تھا وہ صدیقِ اکبرؓ ہی کو سلام کر رہے تھے، تھوڑی دیر گزری تھی کہ آنحضرت ﷺ پر دھوپ آگئی تو صدیقِ اکبرؓ نے سرِ مبارک پر اپنی چادر سے سایہ کر لیا تب لوگ پہچان سکے کہ خادم کون ہے اور مخدوم کون ؟ ۳؎

آرام گاہ اور نشست گاہ :

کلثوم بن ھدم قبیلہ کے بڑے آدمی تھے یہ شرف ان کو حاصل ہوا کہ آپ نے قیام ان کے یہاں فرمایا ۴؎ دوسرے صاحب سعد بن خَيثَمة تھے ان کا مکان خالی تھا ان کے متعلقین نہیں تھے مکہ مکرمہ سے جو صحابہ اس طرح کے آتے تھے وہ بھی ان ہی کے یہاں ٹھہرتے اس لیے اس مکان کو ''بَيْتُ العُزَّابْ'' کہا جانے لگا ! ۵؎ یہ مکان آنحضرت ﷺ کی نشست کے لیے طے کیا گیا ۶؎

۱؎ فثار المسلمون الی السلاح بخاری شریف ص ۵۵۵ ۲؎ بخاری شریف ص ۵۵۵ ۳؎ ایضاً ص ۵۵۵

۴؎ اکثر صحابہ جو آنحضرت ﷺ کی تشریف آوری سے پہلے مدینہ آچکے وہ بھی ان ہی کے یہاں اُترتے تھے چنانچہ حضرت ابوعبیدة بن الجراح ، حضرت مقداد بن اسود ، حضرت خباب ، حضرت سھیل ، حضرت صفوان ، حضرت عیاض ، حضرت عبداللّٰہ بن مخرمة ، حضرت وھب بن سعد ، حضرت معمر بن ابی سرح ، حضرت عمیر بن عوف رضی اللّٰہ عنھم اب تک ان ہی کے مہمان تھے (ابن سعد تذکرہ کلثوم بن ھدم) ۵؎ عُزَّابْ ، عَازِبْ کی جمع ہے اُس شخص کو کہتے ہیں جس کی بیوی نہ ہو

۶؎ ابن سعد ج ۱ ص ۱۵۸ و ابن ہشام ج ۱ ص ۲۹۶

آنحضرت ﷺ کی تشریف آوری سے چند ماہ بعد ان کی وفات ہوگئی (رضی اللّٰہ عنہ) محمد الحسن بن زبالة نے اخبار المدینة میں وثوق سے بیان کیا ہے کہ کلثوم بن ھدم اِس وقت تک مشرک ہی تھے مسلمان نہیں ہوئے تھے (فتح الباری ج ۷ ص ۱۹۴، وفاء الوفاء ج ۷ ص ۱۷۴) اگر یہ صحیح ہے تو اس سے اہلِ مدینہ کی معاشرت کا پتہ چلتا ہے کہ مذہبوں کے فرق کے باوجود آپس میں تعاون مکمل تھا ! ! ! تلقین وتذکیر بھی یہیں فرمایا کرتے تھے ! سیّدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے سُنح میں قیام فرمایا[1] یہ پیر کا دن تھا جس روز آفتابِ رسالت ﷺ مدینہ کے خطِ استواء پر پہنچا۔[2]

سیّدنا علی رضی اللہ عنہ جن کو آنحضرت ﷺ نے اَمانتیں پہنچانے کے لیے مکہ معظّمہ چھوڑا تھا تین دن بعد وہ بھی تشریف لے آئے اور آنحضرت ﷺ کے ساتھ قیام کیا ![3]

(ماخوذ از سیرتِ مبارکہ محمد رسول اللہ ﷺ ص ۳۵۳ تا ۳۶۳)

جامعہ مدنیہ جدید کے فوری توجہ طلب ترجیحی اُمور

(۱) مسجد حامد کی تکمیل

(۲) طلباء کے لیے دارُالاقامہ (ہوسٹل) اور دَرسگاہیں

(۳) کتب خانہ اور کتابیں

(۴) پانی کی ٹنکی

ثواب جاریہ کے لیے سبقت لینے والوں کے لیے زیادہ اجر ہے۔ (ادارہ)

---

[1] خبیب بن یساف خزرجی یا خارجة بن زید خزرجی کے یہاں (ابن ہشام ج ۱ ص ۲۹۶)

[2] تاریخوں میں بہت اختلاف ہے، اگر مکہ معظّمہ سے روانگی یکم ربیع الاوّل کو پیر کے دن ہوئی تھی جیسا کہ راقم الحروف نے لکھا ہے تو اُس پیر کو ربیع الاوّل کی پندرہ ہوگی، ابن شہاب زہریؒ سے خبر المدینة میں یہی روایت نقل ہے کہ نصف ربیع الاوّل کو تشریف آوری ہوئی، عند الزبیر فی خبر المدینة عن ابن شھاب (زھری) فی نصف ربیع الاول (فتح الباری ج ۷ ص ۱۹۴)

[3] ابنِ ھشام ج ۱ ص ۲۹۶

قسط : ٦

میرے حضرت مدنی رحمہ اللہ

حالات و واقعات شیخ الاسلام حضرت اقدس مولانا سید حسین احمد مدنی قدس سرہٗ

بقلم : شیخ الحدیث حضرت اقدس مولانا محمد زکریا کاندھلوی نور اللہ مرقدہٗ

ماخوذ از آپ بیتی

انتخاب و ترتیب : مفتی محمد مصعب صاحب مدظلہم ، دارُالافتاء دارُالعلوم دیوبند

مقدمہ : جانشین شیخ الاسلام حضرت مولانا سیّد اَرشد مدنی دامت برکاتہم

اَمیر الہند و صدر المدرسین دارُالعلوم دیوبند

حضرت تھانوی رحمہ اللہ کی حضرت مدنی رحمہ اللہ سے دلی عقیدت :

جب یکم محرم ۱۳۵۱ھ میں سول نافرمانی اور قانون شکنی کے جرم میں مظفرنگر کے اسٹیشن پر سے حضرت مدنیؒ کو گرفتار کر کے جیل بھیجا گیا اور حضرت تھانوی قدس سرہٗ کو اِس کی اطلاع ملی تو ظہر سے عصر تک کی مجلس میں حضرت مدنیؒ کی گرفتاری پر نہایت ہی رنج و غم اور قلق کا اظہار فرماتے رہے اور یہ بھی فرمایا کہ مجھ اِس کا احساس نہیں تھا کہ مجھے مولانا حسین احمد صاحب سے اتنا تعلق ہے ! اور جب کسی شخص نے حاضرینِ مجلس میں سے یہ عرض کیا کہ حضرت ! گورنمنٹ نے کوئی ظلم تو کیا نہیں اس نے تو صرف دہلی کے داخلے پر بندش لگائی تھی وہ تو خود ہی قانون شکنی کرنے کے لیے تشریف لے گئے ! تو حضرت تھانوی قدس سرہٗ نے فرمایا تھا کہ آپ اس فقرے سے مجھے تسلی دینا چاہتے ہیں ؟ حضرت امام حسینؓ بھی یزید کے مقابلے کے لیے خود ہی تشریف لے گئے تھے ! یزید نے ان کو جبراً تو قتل نہیں کیا تھا لیکن حضرت امام حسینؓ کا غم تو ساری دنیا آج تک نہیں بھولی، میں بھی کہاں سے کہاں چلا گیا ! ! [1]

---

[1] آپ بیتی ص ۳۸۱ ، ۳۸۲

الکوکب الدری کے مطالعہ کا اہتمام :

میرے حضرت مدنی قدس سرہٗ کو ترمذی کے سبق میں الکوکب الدری کے دیکھنے کا بہت اہتمام تھا اور طلبہ کو ترغیب بھی فرمایا کرتے تھے ! ! اور کبھی کبھی مستقل سفر دیوبند سے سہارنپور کا اوجز و کوکب کے سلسلے میں فرمایا کرتے تھے ! ایک مرتبہ ارشاد فرمایا کہ آپ نے کوکب کا حاشیہ لکھا ہے یا اُوجز کا اشتہار دیا۔ ہر جگہ دو تین لفظ لکھ کر لکھ دیتے ہیں والبسط فی الاوجز ایک دفعہ کوکب کو دیکھو اور ایک دفعہ اوجز دیکھو۔ حضرت اکثر بہت ہی شفقت سے کوکب اور اُوجز کے مضامین پر اصل ماخذ کا بھی مطالبہ فرمایا کرتے تھے، یہ آپ نے کہاں سے لکھ دیا اس کا ماخذ دکھلایئے ؟ اس کے متعلق بعض واقعات تالیفات میں گزر گئے ایک اہم واقعہ تو جزء الاستحاضہ میں گزر گیا۔

ایک مرتبہ حضرت قدس سرہٗ نے میری دیوبند حاضری پر یہ ارشاد فرمایا کہ تم نے اُوجز کے کتاب الحج میں ایک ایسی اچھی بات لکھی ہے جس سے بہت ہی دل خوش ہوا اور امام بخاریؒ کے بہت سے اعتراضات تمہاری تقریر سے اُٹھ گئے ! حضرت سبق کو تشریف لے جا رہے تھے اور میرا حضرت کے ارشاد پر ندامت سے کچھ ایسا سر جھکا کہ تفصیل نہ پوچھ سکا کہ میری کون سی تحریر تھی جس سے امام بخاریؒ کے جملہ اعتراضات ختم ہوگئے بعد میں بھی کئی مرتبہ خیال آیا مگر حیا کی وجہ سے نہ پوچھ سکا ![1]

لامع الدراری کی تصنیف میں حضرت مدنیؒ کا کردار :

لامع الدراری بھی دراصل حضرتؒ کے شدید اِصرار پر لکھی گئی، کوکب کے بعد سے حضرتؒ اس کی طباعت کا بہت ہی اصرار فرما رہے تھے اور میں اُوجز کی کی تکمیل کا عذر کر دیتا ! !
ایک مرتبہ بہت ہی قلق سے فرمایا کہ میرے سامنے طبع ہو جاتی تو میں بھی متمتع ہوتا، میرے بعد طبع کرو گے تو ہمیں کیا فائدہ ہوگا ؟ بہت ہی قلق اور رنج ہے کہ ایسا ہی ہوا ! حضرت کے مرض الوصال اور شدتِ علالت میں بہت ہی زور باندھ کر چار صفحے اس کے چھاپے تھے جو حضرتؒ کی خدمت میں

---

[1] آپ بیتی ص۴۰۴

مستقل آدمی کے ہاتھ بھیجے تھے جو وصال کے وقت بھی حضرت کے سرہانے رکھے رہے مگر میرا مقدر کہ حضرت قدس سرہٗ کی زندگی میں کم اَزکم ایک ہی جلد طبع ہوجاتی تو بے حد مسرت ہوتی لیکن مقدرات کا علاج کسی کے پاس نہیں ! اللہ جل شانہٗ لامع الدراری کا اَجروثواب حضرت کومرحمت فرماوے کہ حضرتؒ ہی کے حکم سے لکھی گئی ! ! ۱؎

حضرت مدنیؒ اور حضرت شیخ ؒ کا باہم علمی رابطہ :

حضرت قدس سرہٗ سے علمی گفتگو بھی خوب ہوتی اور منظرے بھی خوب ہوتے تھے، بہت سے مضامین کو اِس ناکارہ نے ''افاداتِ حسینیہ'' کے نام سے جمع بھی کررکھا ہے جس کا تذکرہ تالیفات میں گزرچکا ہے ! خطبات کی تالیف میں جو حضرت کثرت سے لکھا کرتے تھے اکثر کسی طالب علم کے ہاتھ پرچہ بھیج دیتے کہ فلاں فلاں حدیث کے حوالے بھیج دو، میں بڑے اہتمام سے اُسی وقت لکھ کر بھیجا کرتا تھا ! ۲؎

اب تو حدیث بھیج دی اب کیا کسر ہے ؟

حضرت مدنی قدس سرہٗ دستی پنکھے کے بہت مخالف تھے، کچے گھر میں جب کوئی جھلنے کھڑا ہوتا تو ڈانٹ سنتا، میں خوشامد کرتا تو مجھ پر بھی ڈانٹ پڑجاتی۔ایک مرتبہ حضرتؒ نے بہت زور سے فرمایا کہ کسی حدیث میں اس کا ثبوت ہے ؟ میں نے عرض کیا کہ مجھے تو بجلی کے پنکھے کا بھی ثبوت نہیں ملا جو حضرتؒ کے کمرے میں لگا ہوا تھا، حضرتؒ ہنس پڑے ! اس کے بعد میں نے ایک حدیث حضرت بلالؓ کے مسجد میں جماعت کو پنکھا کرنے کی نقل کرکے بھیجی اور جب اگلی مرتبہ حضرت تشریف لائے تو میں نے ایک لڑکے سے کہا کہ حضرت کو پنکھا کر، اب تو حدیث بھیج دی اب کیا کسر ہے ؟ حضرتؒ نے فرمایا کہ غیر معروف کتاب کی حدیث بھیجی ہے میں نے عرض کیا کہ کیا ساری احادیث معروف ہی کتابوں میں ہیں ۳؎

۱؎ آپ بیتی ص۴۰۴ ۲؎ ایضاً ص ۴۰۵ ۳؎ ایضاً ص ۴۰۵

بدن دبانے کا ثبوت :

اسی طرح ارشاد فرمایا کہ یہ بدن دبانے کا ثبوت کہاں ہے ؟ میں نے عرض کیا کہ مباحات میں ہر ایک کے لیے حدیث تلاش کرنا بڑا مشکل ہے، باقی اس کی حدیث تو میں تلاش کر کے بھیج دوں گا چنانچہ دوسرے دن ایک طالب علم کے ہاتھ بھیج دی ! ؎۱

اَخیر شب میں مطالعہ اور علمی کام کا معمول :

اس ناکارہ کا دستور رات کو کام میں مشغول رہنے کا خوب رہا اور ساری رات جاگنا معمولی بات تھی ! حضرت قدس سرہٗ بار بار فرمایا کرتے تھے کہ تمہاری اس چیز پر بڑا رشک آتا ہے میری تو یہ مصیبت ہے کہ جہاں عشاء کے بعد کتاب ہاتھ میں لی نیند کا اِس قدر غلبہ ہو جاتا ہے کہ بیٹھنا مشکل ہوتا ہے ! اَخیر شب میں کتاب دیکھنے کی حضرت کی خصوصی عادت تھی اور یہ ناکارہ اس سے عاجز تھا تھوڑی دیر سو کر ایک دو بجے اُٹھ کر صبح تک کتاب دیکھنا حضرت کے یہاں بہت معمولی چیز تھی ! ! بسا اوقات اس کی نوبت آئی کہ حضرت تشریف لائے اور ارشاد فرمایا کہ ایک مضمون لکھنا ہے اس کے ماخذ نشان رکھ کر میرے سرہانے رکھ دو اِس وقت شروع رات میں دیکھنا میرے بس کا نہیں، اُٹھ کر دیکھوں گا ! میں جن کتابوں میں فوراً ملتا وہ حضرت کے سرہانے رکھ دیتا ! !

ایک دفعہ ارشاد فرمایا کہ معاہدات یہود کی ضرورت ہے، اس کی روایات جہاں جہاں ہوں اور اس قسم کے جہاں مضامین ہوں نشانات لگا کر رکھ لینا کل رات کو یہاں سوؤں گا حوالہ نقل کر کے لے جاؤں گا ! ؎۲

؎۱ آپ بیتی ص ۴۰۵ ؎۲ ایضاً ص ۴۰۵، ۴۰۶

قسط : ۱۰

تربیتِ اولاد

﴿ اَزافادات : حکیم الامت حضرت مولانا اشرف علی صاحب تھانوی ؒ ﴾

زیرِ نظر رسالہ ''تربیتِ اولاد'' حکیم الامت حضرت مولانا اشرف علی تھانوی ؒ کے افادات کا مرتب مجموعہ ہے جس میں عقل ونقل اور تجربہ کی روشنی میں اولاد کے ہونے ، نہ ہونے ، ہوکر مرجانے اور حالتِ حمل اور پیدائش سے لے کر زمانۂ بلوغ تک رُوحانی وجسمانی تعلیم وتربیت کے اسلامی طریقے اور شرعی احکام بتلائے گئے ہیں ! پیدائش کے بعد پیش آنے والے معاملات ، عقیقہ ، ختنہ وغیرہ اُمور تفصیل کے ساتھ ذکر کیے گئے ہیں ، مرد عورت کے لیے ماں باپ بننے سے پہلے اور اُس کے بعد اس کا مطالعہ اولاد کی صحیح رہنمائی کے لیے ان شاء اللہ مفید ہوگا۔ اس کے مطابق عمل کرنے سے اَولاد نہ صرف دُنیا میں آنکھوں کی ٹھنڈک ہوگی بلکہ ذخیرۂ آخرت بھی ثابت ہوگی ان شاء اللہ ! اللہ پاک زائد سے زائد مسلمانوں کو اِس سے استفادہ کی توفیق نصیب فرمائے ، آمین

چھوٹے بچوں کی پرورِش سے متعلق ضروری ہدایات وآداب مفید احتیاط اَور تدبیریں :

☆ بچہ کے لیے سب سے بہتر ماں کا دُودھ ہے بشرطیکہ مسان سوکھے کا مرض نہ ہو ، اگر مسان کا مرض ہو تو سب سے زیادہ نقصان دہ ماں کا دُودھ ہے ! تندرست ماں اگر خالی پستان بھی بچہ کے منہ میں دے تو بچہ کو فائدہ پہنچتا ہے ! اگر یہ عادت بنالیں کہ ہر دفعہ دُودھ پلانے سے پہلے ایک اُنگلی شہد چٹا دیا کریں تو بہت مفید ہے !

☆ اگر بچہ کو اَنا (دُوسری عورت) کا دُودھ پلانا ہو تو ایسی عورت تجویز کرنا چاہیے جس کا دُودھ اچھا ہو اور وہ عورت جوان ہو اَور اُس کا دُودھ تازہ ہو یعنی اُس کا بچہ چھ سات مہینے سے زیادہ کا نہ ہو۔ اور اُس کی

عادتیں اچھی ہوں وہ دیندار ہو، احمق بے وقوف بے شرم بدچلن کنجوس لالچی نہ ہو ! دُودھ پلانے والی عورت کوئی نقصان دہ چیز نہ کھائے !

☆ جب بچہ سات دن کا ہو جائے تو گہوارہ (جھولے) میں جُھلانا اور گیت سنانا اُس کو بہت مفید ہے گود میں لیں یا گہوارہ میں لٹائیں بچہ کا سر اُونچا رکھیں ! جھولے کی زیادہ عادت بچہ کو نہ ڈالیں کیونکہ جھولا ہر جگہ نہیں ملتا اور بہت گود میں بھی نہ رکھیں اس سے بچہ کمزور ہو جاتا ہے !

☆ بچہ کو الگ سُلائیں اور حفاظت کے واسطے دونوں طرف کی پٹیوں سے دو چار پائیاں ملا کر بچھا دیں یا اُس کی دونوں کروٹ دو تکیے رکھ دیں تاکہ گر نہ پڑے ! اور پاس سُلانے میں ڈر یہ ہے کہ شاید سوتے میں کہیں کروٹ کے نیچے نہ دب جائے، ہاتھ پاؤں نازک تو ہوتے ہی ہیں اگر صدمہ پہنچ جائے تو کوئی تعجب نہیں ! ایک جگہ اسی طرح ایک بچہ رات کو دب گیا صبح کو مرا ہوا ملا !

☆ چھوٹے بچہ کو عادت ڈالیں کہ وہ سب کے پاس آیا جایا کرے ! ایک آدمی کے پاس زیادہ جانے سے اگر وہ آدمی خدانخواستہ مرجائے یا کہیں چلا جائے تو بچہ کے لیے مصیبت ہو جاتی ہے !

☆ روزانہ بچہ کا ہاتھ منہ گلا کان گیلے کپڑے سے خوب صاف کر دیا کریں میل جمنے سے گوشت گل کر زخم پڑ جاتے ہیں !

☆ جب بچہ پیشاب پاخانہ کرے تو فوراً پانی سے صاف کر دیا کریں ! خالی کپڑے وغیرہ سے پوچھنے پر بس نہ کیا کریں اس سے بچہ کے بدن میں خارش اور سوزش (جلن) پیدا ہو جاتی ہے ! اگر موسم ٹھنڈا ہو تو پانی ہلکا گرم کریں۔

☆ جب دُودھ چھڑانے کے دن قریب آئیں اور بچہ کچھ کھانے لگے تو اس کا خیال رکھیں کہ کوئی سخت چیز ہرگز نہ چبانے دیں اس سے ڈر ہے کہ دانت مشکل سے نکلیں اور ہمیشہ کے لیے دانت کمزور رہیں ! ایسی حالت میں نہ غذا پیٹ بھر کر کھلائیں نہ پانی زیادہ پلائیں اس سے معدہ ہمیشہ کے لیے کمزور ہو جاتا ہے ! اگر ذرا بھی پیٹ پھولا دیکھیں تو غذا بند کر دیں اور جس طرح ہو سکے بچہ کو سُلا دیں اس سے غذا جلدی

ہضم ہو جاتی ہے !

☆ جب بچہ کھانے لگے ، اَنا (کھلانے والی عورت) پر بچے کا کھانا نہ چھوڑیں بلکہ خود اپنے یا اپنے کسی سلیقہ دار معتبر آدمی کے سامنے کھانا کھلایا کریں تاکہ بے اندازہ (ضرورت سے زیادہ) کھا کر بیمار نہ ہو جائے

☆ جب کچھ سمجھدار ہو جائے تو اُس کو اپنے ہاتھ سے کھانے کی عادت ڈالیں اور کھانے سے پہلے ہاتھ دُھلوا دیا کریں ! اور دائیں ہاتھ سے کھانا سکھلائیں اور اِس کو کم کھانے کی عادت (ڈلوائیں) تاکہ بیماری اور لالچ سے بچا رہے !

☆ بچوں کو کسی خاص غذا کی عادت نہ ڈالو بلکہ موسمی چیزیں سب کھلاتے رہو تاکہ عادت رہے البتہ بار بار نہ کھلاؤ ! جب تک ایک چیز ہضم نہ ہو جائے دُوسری نہ دو ! اور کوئی چیز اتنی نہ کھلاؤ کہ ہضم نہ ہو سکے ! اور کھٹائی زیادہ نہ کھانے دو ، خاص طور پر لڑکیوں اور بچوں کو تاکید رکھو کہ کھانا کھانے اور پینے میں نہ ہنسیں اور نہ کوئی ایسی حرکت کریں جس سے لقمہ یا پانی ناک کی طرف چڑھ جائے ! اور جس قدر میسر ہو بچوں کو اچھی غذا دو ، اس عمر میں جو کچھ طاقت بدن میں آجائے گی تمام عمر کام آئے گی خاص کر جاڑوں میں میوہ یا تیل کے لڈو کھلایا کرو ، ناریل اور مصری کھانے سے طاقت بھی آتی ہے اور چنونے پیدا نہیں ہوتے اور سوتے میں پیشاب زیادہ نہیں آتا !

☆ بچہ کو تاکید کریں کہ اگر کوئی اُس کو کھانے پینے کی چیز دے تو گھر لا کر ماں باپ کے سامنے رکھ دے خود ہی نہ کھالے !

☆ بچہ کو عادت ڈالیں کہ اپنے بڑوں کے علاوہ اور کسی سے کوئی چیز نہ مانگے اور نہ بغیر اِجازت کے کسی کی دی ہوئی چیز لے !

☆ بچہ کو بہت تنگ کپڑے نہ پہنائیں اور بہت گوٹہ کناری بھی نہ لگائیں البتہ عید بقر عید میں مضائقہ نہیں

☆ بچہ کو بہت لاڈ پیار نہ کریں ورنہ برباد ہو جائے گا ! (جاری ہے)

رحمٰن کے خاص بندے

قسط : ۲۱

﴿ حضرت مولانا مفتی سید محمد سلمان صاحب منصور پوری، اُستاذ الحدیث دارالعلوم دیوبند ﴾

اختلاف میں میانہ روی :

اجتماعی زندگی میں آراء کا اختلاف کوئی حیرت انگیز امر نہیں ہے کیونکہ ہر آدمی کی ذہنی صلاحیت اور سوچنے کا انداز الگ ہوتا ہے، ضروری نہیں کہ ہر معاملہ میں ہر شخص دوسرے سے پوری طرح اتفاق ہی کرے بلکہ فکر ونظر میں اختلاف ہوا ہے اور ہوتا رہے گا اور اس طرح کے اختلاف کو گوارا کیا گیا ہے اور گوارا کیا جانا چاہیے !

خاص طور پر جس اختلاف کی بنیاد محض طریقۂ کار کے اختلاف پر ہو تو اس میں تو وسعت کی بہت گنجائش ہوتی ہے اس کے دائرہ کو تنگ کر کے اختلاف کو ایک محاذ آرائی اور فتنہ کی شکل دے دینا اور اصلاح کے خوبصورت عنوان سے اجتماعیت کو تار تار کر دینا ہرگز پسندیدہ قرار نہیں دیا جا سکتا مثلاً کسی تعلیمی ادارے میں نصاب کی تعیین یا گھنٹوں کی ترتیب یا اوقات کی تبدیلی کے بارے میں اختلاف رائے ہو جائے تو اسے ضد اور اَنا کا موضوع نہ بنایا جائے بلکہ ہر فریق کی طرف سے حتی الامکان معاملہ کو حل کرنے کی کوشش کی جائے اور کسی رائے پر اصرار کے بجائے اجتماعیت کی بقا کے لیے ہر ممکن کوشش کی جائے اگر ایسا نہیں کیا گیا تو ادارہ کو نا قابلِ تلافی نقصان پہنچے گا اور جو لوگ بھی اس کا سبب بنیں گے وہی عنداللہ وعندالناس اس نقصان کے ذمہ دار قرار پائیں گے۔

ہمارے معاشرہ کا ایک بڑا المیہ یہ ہے کہ جہاں کسی رائے کا اختلاف ہوا بس آر پار کی لڑائی شروع ہو جاتی ہے اور پھر اِس لڑائی میں وہ راہ چلتے لوگ بھی پورے شد ومد کے ساتھ شامل ہو جاتے ہیں جن کا اصل معاملہ سے کوئی تعلق بھی نہیں ہوتا اور دیکھتے ہی دیکھتے دو فریق بن جاتے ہیں اور جو فریق جس کی حمایت کرتا ہے اس کی ساری غلطیوں کو نظر انداز کر دیتا ہے اور جس کی مخالفت میں آگے بڑھتا ہے

تو اس کی ساری خوبیوں کو منٹوں میں خاک میں ملا دیتا ہے !

یہ بے احتیاطی بڑے بڑے فتنوں کو جنم دیتی ہے جس کی زد میں آکر بڑے بڑے شان و شوکت والے ادارے بھی عبرت کا نمونہ بن جاتے ہیں اور دلوں میں بغض و عداوت کا ایسا طوفان اُٹھتا ہے جو ذخیرۂ حسنات کو جلا کر خاکستر کر دیتا ہے، اس لیے ایسے مواقع پر شریعتِ مطہرہ ہمارے لیے کیا رہنمائی کرتی ہے اُسے پیش نظر رکھنا نہایت ضروری ہے۔

ایک جامع ترین کتاب :

اس موضوع پر اُردو زبان میں ایک جامع ترین کتاب برکۃ العصر حضرت شیخ الحدیث مولانا محمد زکریا صاحب کاندھلوی مہاجر مدنی نور اللہ مرقدہٗ نے ''الاعتدال فی مراتب الرجال'' کے نام سے تالیف فرمائی جس کا ایک ایک لفظ روشن ہے اور فکر و عمل میں اعتدال کی دعوت دینے والا ہے۔

یہ کتاب اُس وقت لکھی گئی جب تقسیمِ ہند کی تحریک چل رہی تھی اور لیگ اور کانگریس کا اختلاف شباب پر تھا ! اخبارات، اشتہارات اور پمفلٹوں کا ایک سیل رواں تھا جو ذہنوں کو پراگندہ کر رہا تھا اُس گرم ماحول میں حضرت شیخ الحدیثؒ نے اپنے ایک کرم فرما کے تیکھے سوالوں کا مدلل جواب دیتے ہوئے یہ رسالہ تحریر فرمایا جس میں آیاتِ قرآنیہ، اَحادیث نبویہ اور آثارِ صحابہؓ کی روشنی میں اعتدال کا راستہ اپنانے کی تلقین فرمائی۔

یہ رسالہ ایک عرصہ تک مخطوطہ کی شکل میں رہا، حضرت شیخؒ کو اِسے شائع کرنے میں قدرے تردّد تھا لیکن بعد میں عارف باللہ حضرت مولانا شاہ عبدالقادر رائے پوری نور اللہ مرقدہٗ اور داعی اِلی اللہ حضرت مولانا شاہ محمد الیاس صاحب کاندھلوی رحمۃ اللہ علیہ کے اصرار پر اِس کو شائع فرمایا۔

یہ رسالہ اگرچہ زیادہ ضخیم نہیں ہے لیکن اس میں ۳۶۲ ؍ مرفوع احادیث اور تقریبًا سو آثارِ صحابہ و تابعین جمع کر دیے گئے ہیں۔ یہ رسالہ بلاشبہ اس قابل ہے کہ ہر وقت ہمارے مطالعہ میں رہے اور ہم اس میں تحریر کردہ ہدایات کو اَپنانے کی ہر ممکن کوشش کریں اور اپنی ذات کو کسی بھی فتنہ کو ہوا دینے میں

استعمال نہ ہونے دیں۔

راقم مرتب نے اپنی یاد دھیانی کے لیے اس مبارک اور نافع کتاب کے چند حوالے نوٹ کیے تھے مناسب معلوم ہوتا ہے کہ وہ قارئین کی نظر سے بھی گزر جائیں ان شاء اللہ فائدہ ہوگا۔

اختلاف میں حدود سے تجاوز نہ ہو :

حضرت شیخ الحدیثؒ فرماتے ہیں :

''علاوہ ازیں ایک چیز اور بھی نہایت قابلِ اہتمام ہے، غور سے سنو کہ اختلافِ رائے خواہ ممدوح ہو یا مذموم، کسی اختلاف میں بھی حدود سے تجاوز کر جانا اور مخالفین کے ساتھ اعتدال سے بڑھ کر معاملہ کرنا اسلامی تعلیم کے منافی ہے''

قرآنِ پاک کا ارشاد ہے :

﴿ وَلَا يَجْرِمَنَّكُمْ شَنَاٰنُ قَوْمٍ اَنْ صَدُّوْكُمْ عَنِ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ اَنْ تَعْتَدُوْا ﴾

''ایسا نہ ہو کہ تم کو کسی قوم سے جن کو اِس سبب سے بغض ہے کہ انہوں نے تم کو مسجدِ حرام میں جانے سے روک دیا ہے، وہ بغض تمہارے لیے اس کا باعث بن جائے کہ تم حد سے نکل جاؤ''[1]

غور کرو کہ یہاں کفار کی مخالفت کیسی سخت اور مذموم تھی لیکن اس کے باوجود مسلمانوں کو اُن کی مخالفت میں بھی حد سے تجاوز کرنے کی ممانعت کردی گئی ! میں یہ نہیں کہتا کہ اختلافِ رائے نہیں ہوتا یا اختلافِ مسائل نہیں ہوتا یا آپس کا نزاع نہیں ہوتا، یہ سب چیزیں ہمیشہ سے ہوتی آئی ہیں اور ہوتی رہیں گی، مخالفتیں ممدوح بھی ہوتی ہیں اور مذموم بھی، مگر کون سی چیز ہمارے لیے ایسی ہے جس کے بارے میں ہمارے پاس اسلاف کی رائے، ان کا فعل، ان کا عمل مشعلِ ہدایت نہیں ہے، آپس کی مخالفت کے قصے دیکھنا ہو تو صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین کے اختلافات دیکھو کہ وہ آپس میں لڑکر اِس تعلیم کو بھی پورا فرما گئے ہیں''[2]

---

[1] سُورۃ المائدۃ : ۲ [2] الاعتدال فی مراتب الرجال ص ۲۳۹ ، ۲۴۰

فریقِ مخالف کو خودغرض قرار دینا سخت غیر ذمہ داری ہے :

ایک جگہ تحریر فرماتے ہیں :

''اس لیے ہر اُس شخص کو جو اپنی رائے کے خلاف رائے رکھتا ہو، خودغرض بتادینا یا حبِ جاہ اور حبِ مال کا مجرم وملزم بنادینا بڑی سخت غیر ذمہ داری ہے ! ! کیا یہ ممکن نہیں کہ اُس کے نزدیک دین کے لحاظ سے یا مسلمانوں کی فلاح و بہبود کے واسطے یہی صورت مناسب اور ضروری ہے جو وہ اختیار کر رہا ہے ؟ ؟ مانا کہ تمہارے نزدیک وہ خطرناک صورت ہے اور نہایت نقصان دہ لیکن اوّل تمہارے پاس بھی وحی نہیں ہے کہ جو راستہ تمہارا ہے وہی حق ہے، خطا اور صواب کا احتمال ہر جانب ہے۔

دوسرے اگر مان بھی لیا جائے کہ یہی راستہ متعین ہے تو بھی یہ ضروری نہیں کہ دوسرے شخص نے غلط راستہ بد دیانتی اور خودغرضی سے ہی اختیار کیا ہے ! خطاء اجتہادی سے بھی ممکن ہے اس لیے تم پر ضروری ہے کہ اس کو سمجھاؤ اور ان اخلاقِ اسلامی سے جو ایک مسلمان کی شایانِ شان ہیں اس کو اپنا ہم نوا بناؤ، نہ یہ کہ جھوٹے سچے عیوب اُس پر چسپاں کرو اور ہر وقت بہتان وغیبت میں مبتلا رہو اور اس کے درپے آزار رہو۔ اللہ جل جلالہٗ کا ارشاد ہے :

﴿ وَالَّذِيْنَ يُؤْذُوْنَ الْمُؤْمِنِيْنَ وَالْمُؤْمِنٰتِ بِغَيْرِ مَا اكْتَسَبُوْا فَقَدِ احْتَمَلُوْا بُهْتَانًا وَّاِثْمًا مُّبِيْنًا﴾ [1]

''اور جو لوگ مومن مرد اور مومن عورتوں کو بدون اس کے کہ اُنہوں نے کوئی ایسا کام کیا ہو (جس سے وہ شرعاً ستانے کے مستحق بن جائیں) ایذا دیتے ہیں وہ لوگ بہتان اور صریح گناہ کا اِرتکاب کرتے ہیں'' [2]

---

[1] سُورۃ الاحزاب : ۵۸ [2] الاعتدال فی مراتب الرجال ص ۱۵۱

زبان قابو میں رکھیں !

اختلاف کے وقت عام طور پر زبانیں بے قابو ہو جاتی ہیں اس پر متنبہ کرتے ہوئے حضرت شیخ الحدیث رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں :

''درحقیقت لوگوں کی زبانیں قابو میں نہیں ہیں، جس شخص کے متعلق جو چاہے بے تکلف حکم لگا دیتے ہیں حالانکہ زبان کی حفاظت بہت ہی زیادہ اہم ہے ! ایک صحابی نے نبی اکرم ﷺ سے دریافت کیا کہ مجھے کوئی ایسی چیز بتا دیجیے جس کو مضبوط پکڑلوں حضور ﷺ نے زبان کی طرف اشارہ فرمایا اس کا مالک بنا رہ'' [۱]

ایک دوسرے صحابی نے حضور اکرم ﷺ سے دریافت کیا کہ کس چیز سے بچوں ؟ حضورِ اکرم ﷺ نے فرمایا ''زبان سے'' [۲]

حدیث میں آیا ہے جو لوگ آدمیوں کا مذاق اُڑاتے ہیں اُن کے لیے قیامت میں جنت کا ایک دروازہ کھولا جائے گا ان میں سے ہر ایک کو آوازیں دی جائیں گی کہ جلدی آجا جلدی آجا، جب وہ اُس تکلیف اور مصیبت کی وجہ سے جس میں وہ مبتلا ہوگا بڑی دِقت سے دروازے کے قریب پہنچے گا وہ دروازہ فورًا بند کرلیا جائے ! اور دوسری طرف ایک دروازہ کھل جائے گا اور وہاں سے اسی طرح بلانے کی آوازیں آئیں گی اور جب وہ بڑی مشقت سے اُس دروازہ کے قریب پہنچے گا تو وہ بھی بند ہو جائے گا ! اور تیسرا دروازہ اسی طرح کھلے گا، یہی معاملہ اس کے ساتھ رہے گا حتی کہ وہ مایوس ہو کر اُس کھلے ہوئے دروازہ کی طرف جانے کی ہمت بھی نہ کرے گا ! [۳]

یہ بدلہ ہے اُس کے مسلمان کے ساتھ ٹھٹول اور مذاق کرنے کا کہ اِس کے ساتھ بھی مذاق کا معاملہ کیا جائے گا ! جو لوگ معمولی سی مخالفت پر مسلمانوں کا مذاق اُڑاتے ہیں اُن کے کارٹون شائع کرتے ہیں اُن کی ہجو میں میں قصائد لکھتے ہیں وہ کبھی خلوت میں بیٹھ کر اپنے حشر کا بھی غور کریں ! [۴] (جاری ہے)

۞ ۞ ۞

[۱] المعجم الکبیر للطبرانیؒ رقم الحدیث ۳۳۴۸ ، ۳۳۴۹ [۲] الترغیب و الترھیب ۳/ ۳۳۸
[۳] شعب الایمان للبیھقیؒ رقم الحدیث ۶۷۵۷ [۴] الاعتدال فی مراتب الرجال ص ۱۵۲ ، ۱۵۳

انتخابات میں ووٹ ، ووٹر اَور اُمیدوار کی شرعی حیثیت

﴿ حضرت مولانا مفتی محمد شفیع صاحب ، مفتی اعظم پاکستان ﴾

اسمبلی ، کونسل یا کسی دُوسرے اِداروں کے اِنتخابات میں کسی شخص کو کس صورت میں اُمیدوار ہونا چاہیے نیز کسی اُمیدوار کے حق میں ووٹر کو اپنا ووٹ کس طرح استعمال کرنا چاہیے ؟ عام طور پر لوگ اس کو ذاتی اور نجی معاملہ سمجھتے ہیں حالانکہ یہ خالص دینی معاملہ ہے پیشِ نظر مضمون میں ان دونوں طبقوں کے شرعی فرائض کی تفصیل بیان کی گئی ہے۔ (ادارہ)

آج کی دُنیا میں اسمبلیوں ، کونسلوں ، میونسپل وارڈوں اور دُوسری مجالس اور جماعتوں کے انتخابات میں جمہوریت کے نام پر جو کھیل کھیلا جا رہا ہے کہ زور وزَر اور غنڈہ گردی کے سارے طاغوتی وسائل کا استعمال کر کے یہ چندروزہ موہوم اعزاز حاصل کیا جاتا ہے اور اس کے عالم سوز نتائج ہر وقت آنکھوں کے سامنے ہیں اور مُلک وملت کے ہمدرد وسمجھدار اِنسان اپنے مقدور بھر اِس کی اصلاح کی فکر میں بھی ہیں لیکن عام طور پر اس کو ایک ہار جیت کا کھیل اور خالص دُنیاوی دھندہ سمجھ کر ووٹ لیے اور دیے جاتے ہیں ، پڑھے لکھے دیندار مسلمانوں کو بھی اس طرف توجہ نہیں ہوتی کہ یہ کھیل صرف ہماری دُنیا کے نفع نقصان اور آبادی یا بربادی تک نہیں رہتا بلکہ اس کے پیچھے کچھ طاعت ومعصیت اور گناہ وثواب بھی ہے ! جس کے اثرات اس دُنیا کے بعد بھی یا ہمارے گلے کا ہار عذابِ جہنم بنیں گے یا پھر درجاتِ جنت اور نجاتِ آخرت کا سبب بنیں گے ! اور اگرچہ آج کل اس اکھاڑہ کے پہلوان اور اس میدان کے مرد عام طور پر وہی لوگ ہیں جو فکرِ آخرت اور خدا اور رسول کی اِطاعت ومعصیت سے مطلقاً آزاد ہیں اور اِس حالت میں اُن کے سامنے قرآن وحدیث کے اَحکام پیش کرنا ایک بے معنٰی وعبث فعل معلوم ہوتا ہے لیکن اسلام کا ایک یہ بھی معجزہ ہے کہ مسلمانوں کی پوری جماعت کبھی گمراہی پر جمع نہیں ہوتی ، ہر زمانہ

اور ہر جگہ کچھ لوگ حق پر بھی قائم رہتے ہیں جن کو اپنے ہر کام میں حلال وحرام کی فکر اور خدا اور رسول کی رضا جوئی پیشِ نظر رہتی ہے نیز قرآن کریم کا یہ بھی اِرشاد ہے ﴿ وَذَكِّرْ فَاِنَّ الذِّكْرٰى تَنْفَعُ الْمُؤْمِنِيْنَ ﴾ ''آپ نصیحت کی بات کہتے ہیں کیونکہ نصیحت مسلمانوں کو نفع دیتی ہے''

اس لیے مناسب معلوم ہوا کہ اِنتخابات میں اُمیدواری اور ووٹ کی شرعی حیثیت اور اُن کی اہمیت کو قرآن اور سنت کی رُو سے واضح کر دیا جائے شاید کچھ بندگانِ خدا کو تنبیہ ہو اور کسی وقت یہ غلط کھیل صحیح بن جائے ! ! !

اُمیدواری کسی مجلس ممبری کے انتخابات کے لیے جو اُمیدوار کی حیثیت سے کھڑا ہو وہ گویا پوری ملت کے سامنے دو چیزوں کا مدعی ہے ایک یہ کہ وہ اِس کام کی قابلیت بھی رکھتا ہے جس کا اُمیدوار ہے دُوسرے یہ کہ وہ دیانت واَمانت داری سے اس کام کو اَنجام دے گا !

اب اگر واقعی میں وہ اپنے اس دعویٰ میں سچا ہے یعنی قابلیت بھی رکھتا ہے اور امانت و دیانت کے ساتھ قوم کی خدمت کے جذبہ سے اس میدان میں آیا ہے تو اس کا یہ عمل کسی حد تک درست ہے ! اور بہتر طریق اس کا یہ ہے کہ کوئی شخص خود مدعی بن کر کھڑا نہ ہو بلکہ مسلمانوں کی کوئی جماعت اُس کو اس کام کا اہل سمجھ کر نامزد کر دے ! اور جس شخص میں اس کام کی صلاحیت ہی نہیں وہ اگر اُمیدوار ہو کر کھڑا ہو تو قوم کا غدار و خائن ہے ! اس کا ممبری میں کامیاب ہونا ملک وملت کے لیے خرابی کا سبب تو بعد میں بنے گا پہلے تو وہ خود غدار و خیانت کا مجرم ہو کر عذابِ جہنم کا مستحق بن جائے گا ! !

اب ہر وہ شخص جو کسی مجلس کی ممبری کے لیے کھڑا ہوتا ہے اگر اُس کو کچھ آخرت کی بھی فکر ہے تو اِس میدان میں آنے سے پہلے خود اپنا جائزہ لے لے اور یہ سمجھ لے کہ اِس ممبری سے پہلے تو اُس کی ذمہ داری صرف اپنی ذات اور اپنے اہل و عیال ہی تک محدود تھی لیکن بنصِ حدیث ہر شخص اپنے اہل وعیال کا بھی ذمہ دار ہے ! اور اب کسی مجلس کی ممبری کے بعد جتنی خلقِ خدا کا تعلق اِس مجلس سے وابستہ ہے اُن سب کی ذمہ داری کا بوجھ اِس کی گردن پر آتا ہے اور وہ دُنیا وآخرت میں اِس ذمہ داری کا مسئول اور جوابدہ ہے۔

ووٹ اور ووٹر :

کسی اُمیدوار ممبری کو ووٹ دینے کی اَز رُوئے قرآن وحدیث چند حیثیتیں ہیں :

☆ ایک حیثیت شہادت کی ہے کہ ووٹر جس شخص کو اپنا ووٹ دے رہا ہے اُس کے متعلق اُس کی شہادت دے رہا ہے کہ یہ شخص اِس کام کی قابلیت بھی رکھتا ہے اور دیانت اور اَمانت بھی ! اور اگر واقعی میں اُس شخص کے اندر یہ صفات نہیں ہیں اور ووٹر یہ جانتے ہوئے اُس کو ووٹ دیتا ہے تو وہ ایک جھوٹی شہادت ہے جو سخت کبیرہ گناہ اور وبالِ دُنیا و آخرت ہے ! !

صحیح بخاری کی حدیث میں رسولِ کریم ﷺ نے شہادتِ کاذبہ کو شرک کے ساتھ کبائر میں شمار فرمایا ہے اور ایک دوسری حدیث میں جھوٹی شہادت کو اَکبر کبائر فرمایا ہے۔ (بخاری و مسلم)

جس حلقہ میں چند اُمیدوار کھڑے ہوں اور ووٹر کو یہ معلوم ہے کہ قابلیت اور دیانت کے اعتبار سے فلاں آدمی قابلِ ترجیح ہے تو اُس کو چھوڑ کر کسی دوسرے کو ووٹ دینا اِس اَکبر کبائر میں اپنے آپ کو مبتلا کرنا ہے ! ! اب ووٹ دینے والا اپنی آخرت اور انجام کو دیکھ کر ووٹ دے، محض رسمی مروّت یا کسی طمع و خوف کی وجہ سے اپنے آپ کو اِس وبال میں مبتلا نہ کرے ! !

☆ دُوسری حیثیت ووٹ کی شفاعت یعنی سفارش کی ہے کہ ووٹر اُس کی نمائندگی کی سفارش کرتا ہے، اس سفارش کے بارے میں قرآنِ کریم کا یہ اِرشاد ہر ووٹر کو اپنے سامنے رکھنا چاہیے :

﴿ وَمَنْ يَّشْفَعْ شَفَاعَةً حَسَنَةً يَّكُنْ لَّهٗ نَصِيْبٌ مِّنْهَا وَمَنْ يَّشْفَعْ شَفَاعَةً سَيِّئَةً يَّكُنْ لَّهٗ كِفْلٌ مِّنْهَا ﴾ (سُورة النساء : ۸۵)

''جو شخص اچھی سفارش کرتا ہے اُس میں اِس کو بھی حصہ ملتا ہے ! اور بری سفارش کرتا ہے تو اُس کی برائی میں اس کا بھی حصہ لگتا ہے''

اچھی سفارش یہی ہے کہ قابل اور دیانتدار آدمی کی سفارش کرے جو خلقِ خدا کے حقوق صحیح طور پر ادا کرے ! اور بری سفارش یہ ہے کہ نااہل، نالائق، فاسق، ظالم کی سفارش کر کے اُس کو خلقِ خدا پر مسلط کرے ! اس سے معلوم ہوا کہ ہمارے ووٹوں سے کامیاب ہونے والا اُمیدوار اپنے پنج سالہ دور میں جو نیک

یا بدعمل کرے گا ہم بھی اُس کے شریک سمجھے جائیں گے ! !

☆ تیسری شرعی حیثیت وکالت کی ہے کہ ووٹ والا اس اُمیدوار کو اپنا نمائندہ اور وکیل بناتا ہے ! لیکن اگر یہ وکالت اُس کی کسی شخصی حق کے متعلق ہوتی اور اُس کا نفع نقصان صرف اُس کی ذات کو پہنچتا تو اُس کا یہ خود ذمہ دار ہوتا مگر یہاں ایسا نہیں کیونکہ یہ وکالت ایسے حقوق کے متعلق ہے جن میں اُس کے ساتھ پوری قوم شریک ہے ! اس لیے اگر کسی نااہل کو اپنی نمائندگی کے لیے ووٹ دے کر کامیاب بنایا تو پوری قوم کے حقوق کو پامال کرنے کا گناہ بھی اِس کی گردن پر رہا ! !

خلاصہ یہ ہے کہ ہمارا ووٹ تین حیثیتیں رکھتا ہے : ایک شہادت، دُوسرے سفارش، تیسرے حقوقِ مشترکہ میں وکالت ! تینوں حیثیتوں میں جس طرح نیک، صالح، قابل آدمی کو ووٹ دینا موجبِ ثوابِ عظیم ہے اور اُس کے ثمرات اس کو ملنے والے ہیں اسی طرح نااہل یا غیر متدین شخص کو ووٹ دینا جھوٹی شہادت بھی ہے اور بری سفارش بھی اور ناجائز وکالت بھی اور اس کے تباہ کن ثمرات بھی اِس کے نامۂ اَعمال میں لکھے جائیں گے ! ! !

ضروری تنبیہ :

مذکور الصدر بیان میں جس طرح قرآن وسنت کی رُو سے یہ واضح ہوا کہ نااہل، ظالم، فاسق اور غلط آدمی کو ووٹ دینا گناہِ عظیم ہے اسی طرح ایک اچھے نیک اور قابل آدمی کو ووٹ دینا ثوابِ عظیم ہے بلکہ ایک فریضہ شرعی ہے ! قرآنِ کریم نے جیسے جھوٹی شہادت کو حرام قرار دیا ہے اسی طرح سچی شہادت کو واجب و لازم بھی فرمایا ہے ! ! ارشادِ باری ہے ﴿ كُوْنُوْا قَوّٰمِيْنَ لِلّٰهِ شُهَدَآءَ بِالْقِسْطِ ﴾ اور دُوسری جگہ ارشاد ہے ﴿ كُوْنُوْا قَوّٰمِيْنَ بِالْقِسْطِ شُهَدَآءَ لِلّٰهِ ﴾ ان دونوں آیتوں میں مسلمانوں پر فرض کیا ہے کہ سچی شہادت سے جان نہ چرائیں، اللہ کے لیے ادائیگی شہادت کے واسطے کھڑے ہو جائیں ! تیسری جگہ سورۂ طلاق میں اِرشاد ہے ﴿ وَاَقِيْمُوا الشَّهَادَةَ لِلّٰهِ ﴾ یعنی اللہ کے لیے سچی شہادت کو قائم کرو ! ایک آیت میں یہ اِرشاد فرمایا کہ سچی شہادت کا چھپانا حرام اور گناہ ہے ارشادِ باری تعالیٰ ہے

﴿ وَلَا تَكْتُمُوا الشَّهَادَةَ وَمَنْ يَّكْتُمْهَا فَاِنَّهٗ اٰثِمٌ قَلْبُهٗ ﴾ [1] یعنی شہادت کو نہ چھپاؤ اور جو چھپائے گا اُس کا دل گناہگار ہے ! ! !

ان تمام آیات نے مسلمانوں پر یہ فریضہ عائد کر دیا ہے کہ سچی گواہی سے جان نہ چرائیں، ضرور ادا کریں ! آج جو خرابیاں انتخابات میں پیش آرہی ہیں اُن کی بڑی وجہ یہ بھی ہے کہ نیک صالح حضرات عموماً ووٹ دینے ہی سے گریز کرنے لگے جس کا لازمی نتیجہ وہ ہوا جو مشاہدہ میں آرہا ہے کہ ووٹ عموماً اُن لوگوں کے آتے ہیں جو چند ٹکوں میں خرید لیے جاتے ہیں اور اُن لوگوں کے ووٹوں سے جو نمائندے پوری قوم پر مسلط ہوتے ہیں وہ ظاہر ہے کہ کس قماش اور کس کردار کے لوگ ہوں گے ! اس لیے جس حلقہ میں کوئی بھی اُمیدوار قابل اور نیک معلوم ہو اُسے ووٹ دینے سے گریز کرنا بھی شرعی جرم اور پوری قوم وملت پر ظلم کے مترادف ہے ! ! !

اور اگر کسی حلقہ میں کوئی بھی اُمیدوار صحیح معنٰی میں قابل اور دیانتدار نہ معلوم ہو مگر اُن میں سے کوئی ایک صلاحیت کار اور خدا ترسی کے اُصول پر دوسروں کی نسبت غنیمت ہو تو تقلیلِ شر اور تقلیلِ ظلم کی نیت سے اُس کو بھی ووٹ دے دینا جائز بلکہ مستحسن ہے ! جیسا کہ نجاست کے پورے اِزالہ پر قدرت نہ ہونے کی صورت میں تقلیلِ نجاست کو اور پورے ظلم کو دفع کرنے کا اِختیار نہ ہونے کی صورت میں تقلیلِ ظلم کو فقہاء رحمہم اللہ نے تجویز فرمایا ہے وَاللّٰهُ سُبْحَانَهٗ وَ تَعَالٰى اَعْلَمُ

خلاصہ یہ ہے کہ انتخابات میں ووٹ کی شرعی حیثیت کم اَز کم ایک شہادت کی ہے جس کا چھپانا بھی حرام ہے ! اور اُس میں جھوٹ بولنا بھی حرام ! اُس پر کوئی معاوضہ لینا بھی حرام ! اُس میں محض ایک سیاسی ہار جیت اور دُنیا کا کھیل سمجھنا بڑی بھاری غلطی ہے ! ! !

آپ جس اُمیدوار کو ووٹ دیتے ہیں شرعاً آپ اُس کی گواہی دیتے ہیں کہ یہ شخص اپنے نظریہ اور علم و عمل اور دیانتداری کی رُو سے اِس کام کا اہل اور دُوسرے اُمیدواروں سے بہتر ہے جس کام کے لیے یہ انتخابات ہو رہے ہیں !

---

[1] سُورة البقرة : ۲۸۳

اس حقیقت کو سامنے رکھیں تو اس سے مندرجہ ذیل نتائج برآمد ہوتے ہیں :

(۱) آپ کے ووٹ اور شہادت کے ذریعہ جو نمائندہ کسی اسمبلی میں پہنچے گا وہ اِس سلسلہ میں جتنے اچھے یا برے اِقدامات کرے گا اُن کی ذمہ داری آپ پر بھی عائد ہوگی ! آپ بھی اُس کے ثواب یا عذاب میں شریک ہوں گے ! !

(۲) اس معاملہ میں یہ بات خاص طور پر یاد رکھنے کی ہے کہ شخصی معاملات میں کوئی غلطی بھی ہو جائے تو اُس کا اَثر بھی شخصی اور محدود ہوتا ہے، ثواب و عذاب بھی محدود ! قومی اور مُلکی معاملات سے پوری قوم متاثر ہوتی ہے ، اُس کا ادنیٰ نقصان بھی بعض اوقات پوری قوم کی تباہی کا سبب بن جاتا ہے ! اس لیے اس کا ثواب و عذاب بھی بہت بڑا ہے ! !

(۳) سچی شہادت کا چھپانا اَز رُوئے قرآن حرام ہے ! !

(۴) جو اُمیدوار نظامِ اسلامی کے خلاف کوئی نظریہ رکھتا ہے اُس کو ووٹ دینا ایک جھوٹی شہادت ہے جو گناہِ کبیرہ ہے ! !

(۵) ووٹ کو پیسوں کے معاوضہ میں دینا بدترین قسم کی رشوت ہے اور چند ٹکوں کی خاطر اِسلام اور ملک سے بغاوت ہے ! دوسروں کی دُنیا سنوارنے کے لیے اپنا دین قربان کر دینا کتنے ہی مال و دولت کے بدلے میں ہو کوئی دانشمندی نہیں ہو سکتی ! ! رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ وہ شخص سب سے زیادہ خسارے میں ہے جو دوسرے کی دُنیا کے لیے اپنا دین کھو بیٹھے ! ! وَاللّٰہُ سُبْحَانَہٗ وَ تَعَالٰی اَعْلَمُ

ظلم دیکھ کر خاموش رہنے والا ؟

﴿ شیخ الحدیث حضرت مولانا سیّد محمود میاں صاحب مدظلہم ﴾

(درس حدیث ۲۶۶ : ۱۳؍ربیع الثانی ۱۴۴۵ھ/ ۲۹؍اکتوبر ۲۰۲۳ء)

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی خَیْرِ خَلْقِہٖ سَیِّدِنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّدٍ وَّاٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ اَجْمَعِیْنَ اَمَّابَعْدُ !

حضرت عُرس بن عَمِیرۃ رضی اللہ عنہ نبی علیہ السلام سے یہ بات نقل کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا اِذَا عُمِلَتِ الْخَطِیْئَۃُ فِی الْاَرْضِ مَنْ شَھِدَھَا فَکَرِھَھَا کَانَ کَمَنْ غَابَ عَنْھَا

کہ جب زمین پر کوئی برا کام کیا جائے خراب کام ظلم زیادتی تو جہاں یہ کام ہورہا ہے وہاں جو آدمی موجود ہیں اُنہیں وہ روکنا چاہیے امر بالمعروف نہی عن المنکر دونوں ضروری ہیں لیکن وہ نہیں روک سکتا ظالموں کی طاقت اتنی ہے اور یہ کمزور ہے روکنے کی طاقت نہیں ہے لیکن یہ اُس کو دل سے ناپسند کررہا ہے اور کہتا ہے، سمجھتا ہے اور اعتقاد رکھتا ہے کہ یہ ظلم اور زیادتی ہے یہ نہیں ہونی چاہیے تو یہ ایسے ہے جیسے وہ اُس گناہ میں یا اُس خطا میں شریک ہی نہیں ہے وہاں موجود نہیں ہے ! !

بعض جگہ کسی انسان پر کہیں زیادتی ہو رہی ہوتی ہے (دوسرا آدمی اس کو زیادتی بھی) سمجھ رہا ہے (اور مدد کی) کوشش بھی کرتا ہے اور نہیں کر پارہا تو ارشاد فرمایا یہ ایسے ہے جیسے اُس گناہ کے کام میں شریک نہیں ہے موجود نہیں ہے اِس پر اُس گناہ کا وبال نہیں ہوگا

(مزید ارشاد فرمایا) وَمَنْ غَابَ عَنْھَا فَرَضِیَھَا کَانَ کَمَنْ شَھِدَھَا اور جو وہاں موجود نہیں ہے گناہ ہورہا ہے ظلم ہورہا ہے جیسے کہ دنیا کے بعض خطوں میں چل رہا ہے آپ کے سامنے ہے فلسطین میں، شام میں، یمن میں، کشمیر میں، ہندوستان میں جگہ جگہ، تو جہاں جہاں یہ مظالم ہورہے ہیں وہاں یہ شخص موجود نہیں ہے لیکن خوش ہے کہ اچھا ہورہا ہے ٹھیک ہے اور ٹھکائی ہونی چاہیے اور پٹائی ہونی چاہیے ان کی،

جیسے کہ ہمارے منافق حکمران اور منافق جرنیل امریکہ کی بولی بول رہے ہیں فلسطین کے معاملہ پر بیت المقدس کے معاملے پر حالانکہ وہاں موجود نہیں ہیں، کوئی دو ہزار میل دُور، کوئی تین ہزار میل دُور، کوئی ایک ہزار میل دُور، کوئی آٹھ ہزار میل دُور، اسی طرح ملحد جماعتیں، تو جو کافر ہیں وہ تو ہیں ہی کافر لیکن جو اِس طرح کے اتحادی ہیں (کفار کے) وہ بھی ایسی چیزوں پر خوش ہوتے ہیں، پاکستان میں بھی ایسے منافق بہت ہیں ! جگہ جگہ ہیں سب جگہ ہیں ! !

لیکن خوش ہے (اس ظلم پر) تو اِس کا مطلب یہ ہے کہ اگرچہ موجود نہیں ہے لیکن اگر موجود ہوتا وہاں تو مدد کرتا تو یہ اُس آدمی کی مانند ہے جو وہاں موجود ہو اور اُس جرم میں شریک ہو تو یہ بھی اُن گناہگاروں کی فہرست میں ہے ! !

بڑا واضح نبی علیہ السلام کا ارشاد ہے یہ ہمارے حکمرانوں کو پاکستان کے ہوں بنگلہ دیش میں ہوں عرب کے ہیں اُن کے لیے واضح پیغام ہے رسول اللہ ﷺ کا کہ یہ کفر کے ساتھ ہیں کیونکہ جب کچھ کر سکتے ہیں پھر بھی کر نہیں رہے تو مطلب یہ ہے کہ یہ راضی ہیں اس پر، یہ اس پر خوش ہیں، مسلمان عورتوں اور بچوں کے ساتھ جو زیادتیاں ہو رہی ہیں، شہادتیں ہو رہی ہیں، ان کی پوری پوری بستیاں برباد ہو گئیں اور آگ بن گئیں تو یہ شریک ہیں اس میں ! !

خاموش ظالموں کا کیا کرنا چاہیے ؟

جب شریک ہیں تو کیا کرنا چاہیے ان کا ؟ تو پھر اِن حکومتوں کا جو اُس کے قریب ہیں تختہ اُلٹ دو سب سے پہلے ! پچھلی دفعہ بھی ہم نے بتایا تھا جو اُس کے قریب ممالک ہیں اُردن ہے، لبنان ہے، شام ہے، سعودی عرب اس کے قریب ہے تو اِن کا تختہ وہ (قوتیں) اُلٹیں جو اُلٹ کر حالات کو قابو میں کر کے پھر اُن کی مدد کر سکیں ورنہ نہیں ! اگر تختہ اُلٹ دیں گے پھر حالات قابو میں ہی نہ آئیں اور وہاں آپس ہی کی لڑائی شروع ہو گئی، آپس ہی کی خانہ جنگیاں تو اب حالات جتنے خراب ہیں پھر اس سے بھی زیادہ خراب ہو جائیں گے ! !

پاکستان کے بہت سے لوگ ہیں اور سب جگہ ہیں وہ تڑپ رہے ہیں وہ چاہتے ہیں کہ کچھ کریں ہم جائیں افغانستان میں ہیں تڑپ رہے ہیں کہ ہم جائیں مدد کریں لیکن نہیں کر سکتے ارشاد فرمایا وہ ایسے ہیں جیسے وہ اس گناہ میں شریک نہیں ہیں وہ اس سے بچے ہوئے ہیں اللہ انہیں اس وبال سے بچائے رکھے گا ! تو یہ مختصر سی حدیث ہے ، بشارت بھی ہے اور بہت بڑی وعید بھی ہے، مخلصین کے لیے بشارت ہے اور منافقین اور ملحدین کے لیے اس میں بہت بڑی تباہی کا پیغام ہے ! رسول اللہ ﷺ فرمارہے ہیں یہ ابوداؤد شریف کی حدیث ہے۔

تو اللہ کرے اُن کی مدد ہو اُن کی حفاظت ہو جو مجاہدین وہاں برسرِ پیکار ہیں اللہ اُن پر سکینہ نازل کرے اُن کو استقامت دے اور ایسے راستے پیدا کریں کہ مسلمان جو لڑنا چاہتے ہیں جہاد میں خفیہ راستوں سے یا کھلے راستوں سے، ان کے لیے اللہ آسانی کرے کہ وہاں پہنچنا شروع ہوں اور اپنے مسلمان بہن بھائیوں کی مدد کریں !

اللہ تعالیٰ ہمیں جو ہماری کوتاہیاں ہیں اُن پر اپنی پکڑ سے بچائے اور ہم سب میں اتحاد و اتفاق عطا فرمائے اور ہم سب کا خاتمہ ایمان پر فرمائے اور آخرت میں رسول اللہ ﷺ کی شفاعت اور اُن کا ساتھ نصیب فرمائے وَآخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ

شیخ المشائخ محدثِ کبیر حضرت اقدس مولانا سیّد حامد میاں صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے آڈیو بیانات (درسِ حدیث) جامعہ کی ویب سائٹ پر سُنے اور پڑھے جاسکتے ہیں

https://www.jamiamadniajadeed.org/bayanat/bayan.php?author=1

عورت کا بغیر محرم یا شوہر کے حج کرنا !

﴿ حضرت مولانا محمد مفتی زبیر حسن صاحب ﴾

۞ ۞ ۞

کیا فرماتے ہیں مفتیانِ کرام اس مسئلہ کے بارے میں کہ اس سال اسلامی نظریاتی کونسل کی سفارشات کے مطابق خواتین اپنے محرم یا شوہر کے بغیر حج ادا کرسکتی ہیں اگر درجِ ذیل شرائط پائی جائیں :

(۱) انہیں والدین یا شوہر کی اجازت حاصل ہو

(۲) وہ کسی قابلِ اعتماد خواتین کے گروپ میں شامل ہوں

(۳) سفرِ حج کے دوران فساد یا خطرے کا اندیشہ نہ ہو

اب سوال یہ ہے کہ عورت بغیر کسی محرم یا شوہر کے اکیلے حج ادا کرسکتی ہے یا نہیں ؟

اَلْجَوَاب

بِسْمِ اللّٰہِ حَامِدًا وَّمُصَلِّیًا

عورت کے سفر کے بارے میں فقہاء یہ ضابطہ تحریر فرماتے ہیں کہ اگر عورت کسی ضرورت کی وجہ سے مسافتِ شرعی (۴۸ میل/۷۷.۲۴ کلومیٹر) سے کم سفر کا ارادہ رکھتی ہے تو اس کے لیے بغیر محرم یا شوہر کے سفر کرنے کی گنجائش ہے !

اور اگر مسافتِ شرعی کے برابر یا اس سے طویل سفر پر جانا چاہتی ہو تو اس کے لیے بغیر محرم یا شوہر کے سفر کرنا جائز نہیں ہے چاہے وہ حج وعمرہ کا سفر ہی کیوں نہ ہو ! احادیثِ مبارکہ میں اس کی تاکید آئی ہے لہٰذا مذکورہ شرعی اصول کے مطابق کسی بھی عورت (شرعی مسافرہ) کے لیے محرم یا شوہر کے بغیر حج کے سفر پر جانا جائز نہیں ! لیکن اگر عورت چلی گئی تو حج کا فریضہ ادا ہو جائے گا مگر شرعی اصول کی رعایت نہ رکھنے کا گناہ ہوگا !

البتہ بعض فقہاء کے نزدیک ایسی خاتون جو زیادہ عمر رسیدہ ہو اور اس کے بارے میں

فتنے کا خوف نہ ہو اور قابلِ اعتماد عورتوں کے قافلے کے ساتھ ہو تو اُس کے لیے بغیر محرم یا شوہر کے بھی سفر کرنے کی گنجائش ہے !

چنانچہ صحیح مسلم میں ہے :

عن ابی سعید الخدریؓ قال قال رسول اللہ ﷺ لا یحل لامرأة تؤمن باللّٰہ والیوم الآخران تسافرسفرا یکون ثلاثة ایام فصاعدا الا ومعها ابوها او ابنها او زوجها او اخوها او ذومحرم منها. (رقم الحدیث : ۳۲۷۰)

بدائع الصنائع میں ہے :

ثم المحرم او الزوج : انما یشترط اذا کان بین المرأة وبین مکة ثلاثة ایام فصاعدا فان کان أقل من ذلك حجت بغیر محرم لأن المحرم یشترط للسفر وما دون ثلاثة ایام لیس بسفر ، فلا یشترط فیه المحرم کما لا یشترط للخروج من محلة الی محلة............ ثم صفة المحرم أن یکون ممن لا یجوز له نکاحها علی التأبید اما بالقرابة او الرضاع او الصهریة لان الحرمة المؤبدة تزیل التهمة فی الخلوة . (ج۲ / ص۳۰۰)

فیض البار ی میں ہے :

وفی کتب الحنفیة عامة عدم جواز السفر الا مع محرم قلت : ویجوز عندی مع غیر محرم ایضا بشرط الاعتماد والامن من الفتنة ، وقد وجدت له مادة کثیرة فی الاحادیث ، اما فی الفقه فهو مسائل الفتن . (ج ۲ / ص ۳۹۷)

کتبہ محمد زبیر حسن
فاضل جامعہ مدنیہ جدید
محمد زبیر
۱۲ / جمادی الثانی ۱۴۴۵ھ / ۲۶ / دسمبر ۲۰۲۳
دار الافتاء جامعہ مدنیہ جدید
محمد آباد ۱۹ کلومیٹر شارع رائیونڈ لاہور

الجواب صحیح
خالد محمود

دارالافتاء
الجامعة المدنیة الجدیدة لاہور
اسلامی جمہوریہ پاکستان
رقم الفتوی ۱۰۸
التاریخ ۱۲ جمادی الثانی ۱۴۴۵ھ

امیرِ پنجاب جمعیۃ علماء اسلام کی جماعتی مصروفیات

﴿ مولانا عکاشہ میاں صاحب، نائب مہتمم جامعہ مدنیہ جدید ﴾

۲۶ رنومبر کو امیر جمعیۃ علماء اسلام پنجاب شیخ الحدیث حضرت مولانا سید محمود میاں صاحب جماعتی سلسلہ میں رحیم یار خان، صادق آباد اور سندھ کے ایک ہفتہ کے دورہ پر تشریف لے گئے۔

حضرت مہتمم صاحب جامعہ مدنیہ (قدیم) کے اجتماع فضلاءِ کرام میں شرکت کی غرض سے کریم پارک تشریف لے گئے جہاں آپ نے اجتماع کی پہلی نشست کے اختتام پر مختصر بیان اور اختتامی دعا بھی فرمائی پھر رحیم یار خان کے سفر پر روانہ ہوئے، شام سات بجے اقبال آباد انٹرچینج پر پہنچے جہاں حضرت کا استقبال جامعہ مدنیہ جدید کے فاضل مولانا خدا بخش سومرو، طاہر سعید لغاری، خالد فاروق لغاری، طیب سعید لغاری، سیّد شاہ مولانا سعد اللہ صاحب نے کیا۔ کھانے کے بعد حال احوال اور چائے کی حلت و اَباحت پر خوب دلنشین مجلس جمی، نمازِ عشاء ادا کرنے کے بعد حضرت نے آرام فرمایا، رات کا قیام مولانا بلال صاحب لغاری کے ہاں فرمایا۔

۲۷ رنومبر کی صبح ناشتے کے بعد خالد فاروق صاحب لغاری کی دعوت پر بنگش برادری کے ساتھ حضرت نے مختصر گفتگو فرمائی پھر حضرت مولانا یوسف صاحب کی عیادت کے لیے جامعہ عثمانیہ تشریف لے گئے حضرت نے مولانا یوسف صاحب کے بھائی کی تعزیت بھی کی۔

پھر خواجہ فرید یونیورسٹی تشریف لے گئے جہاں وائس چانسلر یونیورسٹی جناب ماجد رشید صاحب نے باکمال استقبال کیا وائس چانسلر صاحب کے ساتھ اہم نشست ہوئی، طلباء و طالبات آڈیٹوریم ہال میں منتظر تھے، ہال میں طلباء نے بھرپور استقبال کیا پھولوں کا گلدستہ پیش کیا حضرت نے طلبہ و طالبات سے ''سائنس و عقل انسان کے خادم ہیں'' کے موضوع پر جامع گفتگو فرمائی ! !

بعد ازاں دوپہر ڈیڑھ بجے اسلامیہ یونیورسٹی بہاولپور رحیم یار خان کیمپس تشریف لے گئے

جہاں ہارون صاحب لغاری وڈائریکٹر صاحب نے استقبال کیا، نمازِ ظہر کی ادائیگی کے بعد حضرت نے طلباء و طالبات سے پُر مغز گفتگو فرمائی کہ

''ہم آزاد پیدا ہوئے اور ہم آزاد ہیں، اسلام اور مسلمان قیادت کے لیے آئے ہیں آپ مستقبل کے قائد ہیں آپ کو کسی سے مرعوب ہونے کی ضرورت نہیں کیونکہ آپ کا مذہب مکمل ضابطہ حیات ہے ! نیز یہ کہ اَنبیاء قائد ہوتے ہیں اسلام کی اتباع قیادت ہی سکھاتی ہے''

اس کے بعد حضرت جامعہ خاتم النبیین تشریف لے گئے جہاں حضرت مولانا رشید احمد صاحب لدھیانوی رحمہ اللہ کے مرحوم صاحبزادے مولانا نعمان صاحب لدھیانوی رحمہ اللہ کی تعزیت کی اور جامعہ میں مختصر بیان فرمایا۔

بعد اَزاں حضرت خضریٰ مسجد تشریف لے گئے جہاں آپ کا مقامی جمعیت کے احباب نے استقبال کیا آپ نے ''تزکیہ نفس'' کے موضوع پر خطاب فرمایا۔

بھائی خالد فاروق صاحب لغاری نے پُر تکلف عشائیہ دیا ، بعد ازاں صادق آباد تشریف لے گئے رات کا قیام چوہدری خلیل صاحب کے ہاں فرمایا۔

۲۸ رنومبر بروز منگل صبح کا ناشتہ چوہدری خلیل صاحب کے گھر پر فرمایا، بعد اَزاں ماڈل ایونیو شبانِ ختم نبوت صادق آباد کے ذمہ دار حافظ محمد عدنان صاحب کی زیرِ تعمیر مسجد میں دعا فرمائی۔

یہاں سے جامعہ کے فاضل مولانا نزاکت علی صاحب سومرو کے مدرسہ صراطِ مستقیم میں تشریف لے گئے جہاں آپ نے مختصر بیان اور دعا خیر فرمائی، یہاں سے بارہ بجے شبانِ ختم نبوت کے زیرِ اہتمام ختم نبوت و اِصلاحِ معاشرہ کانفرنس بمقام سراج میرج ہال تشریف لے گئے جہاں حضرت نے مفصل پُر اَثر بیان فرمایا کہ ''صادقین'' کے ساتھ جڑ جائیں ! عفیفۂ کائنات سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی عفت کا واقعہ سناتے وقت عجیب پُر کیف ماحول طاری ہوا کہ ہر آنکھ اشکبار اور دل بے قرار تھا ! !

بعد اَزاں شوکت داؤد کالونی میں بھائی ریحان صاحب کی دعوت پر اُن کے گھر دعاء کے لیے تشریف لے گئے جہاں شبانِ ختم نبوت کی کارکن بہنیں منتظر تھیں، حضرت صاحب نے ان کو کام کرنے سے متعلق قیمتی نصائح فرمائیں۔

بعد اَزاں محترم قاری شاہد محمود صاحب رحیمی امیر جمعیت علماءِ اسلام تحصیل صادق آباد کے مدرسہ میں دعائے خیر کے لیے تشریف لے گئے۔

پھر جامعہ دارُالعلوم محمودیہ میں جمعیة علماء اسلام کے تحت منعقد طوفانِ اقصیٰ کنونشن میں شرکت کے لیے تشریف لے گئے جہاں آپ نے سامعین سے جامع بیان فرمایا اور نمازِ عصر ادا کی۔

بعد ازاں مولانا اظہر الیاس صاحب کی دعوت پر جامعہ مدرسہ عربیہ شاخ رائیونڈ تشریف لے گئے جہاں اساتذہ وطلباء کو حضرت نے ''کبائر سے اجتناب'' کے موضوع پر بیان فرمایا۔

مغرب کی نماز بستی بندور عباسیاں میں ادا کی جہاں حافظ محمد سلیمان صاحب و فاضل جامعہ مدنیہ جدید مولانا اعجاز الحق صاحب نے حضرت کا والہانہ استقبال کیا بعد نمازِ مغرب مسجد انوارِ محمدی میں حضرت نے مجلس ذکر کروائی اور ''ذکر اللہ'' کے عنوان سے اصلاحی بیان فرمایا، رات کا قیام وطعام بستی بندور عباسیاں ہی میں فرمایا۔

۲۹ر نومبر بروز بدھ ناشتہ کے بعد مولانا عبدالصبور صاحب کے اصرار پر حضرت صاحب جامعہ فاروق اعظمؓ بندور عباسیاں تشریف لے گئے اور مدرسہ کے لیے دعائے خیر فرمائی۔

اس کے بعد سندھ کا سفر شروع کیا، گیارہ بجے حضرت صاحب دارُالعلوم اَسعدیہ کوٹ سبزل پہنچے جہاں آپ نے طلباء سے مختصر خطاب فرمایا۔ حضرت صاحب دوپہر بارہ بجے حضرت مولانا سید ابوبکر شاہ صاحب جیلانی اور جناب سید اَحسن شاہ صاحب جیلانی کی دعوت پر جامعہ عربیہ حسینیہ اشرف العلوم حمادیہ علماء کنونشن میں شرکت کے لیے تشریف لے گئے جہاں علمائے کرام اور عوام نے حضرت صاحب کا پُر تپاک استقبال کیا حضرت نے علماء کنونشن اوباڑو گھوٹکی کے حاضرین سے ''جمعیة علماء اسلام اور تبلیغی جماعت دونوں عوامی جماعتیں ہیں'' کے موضوع پر مفصل خطاب فرمایا۔

بعد اَزاں حضرت مولانا عبداللہ صاحب وحضرت مولانا نعیم اللہ صاحب لغاری صدر جے ٹی آئی سندھ کی دعوت پر جامعہ علوم الاسلامیہ ڈھرکی تشریف لے گئے جہاں کثیر تعداد میں تشریف لائے ہوئے علمائے کرام سے حضرت صاحب نے انتہائی جامع خطاب فرمایا۔

نمازِ عصر ادا کر کے کوٹ سبزل روانہ ہوئے جہاں آپ نے نمازِ مغرب کے بعد جامع مسجد محمد رسول اللہ مرکز شبانِ ختم نبوت میں اصلاحی بیان فرمایا، میزبان جناب غلام اللہ شیخ صاحب نے پُر تکلف عشائیہ دیا۔

عشائیہ کے بعد حضرت مولانا مفتی محمود صاحبؒ کے رفیق محترم حافظ غلام حسین صاحب نائب امیر جمعیة علماء اسلام ضلع رحیم یار خان کے پاس مدرسہ سراجیہ تشریف لے گئے جہاں حضرت نے بعض احباب میں باہمی صلح کروائی اور دعائے خیر فرمائی بعد اَزاں رات کا قیام بندور عباسیاں صادق آباد میں ہی فرمایا۔

۳۰؍ نومبر بروز جمعرات صبح ناشتے کے بعد میزبان حافظ سلیمان صاحب سے رُخصت لی اور لاڑکانہ شہیدِ اسلام کانفرنس میں شرکت کے لیے روانہ ہوئے، راستے میں بستی یوسف ڈھڈی میں حافظ طارق صاحب ڈھڈی کی دعوت پر ان کے مدرسہ سیدنا ابوبکر صدیقؓ میں ختم نبوت کانفرنس میں شرکت کی اور مختصر بیان فرمایا، بعد اَزاں مولانا عزیر گل عالمانی سابق اُمیدوار صوبائی نشست پنجاب کے بھائی کی تعزیت کے لیے اُن کے مدرسہ تشریف لے گئے، وہاں سے جنرل سیکرٹری جے یو آئی صادق آباد جناب حافظ سعید مصطفیٰ صاحب چدھڑ کے مدرسہ عربیہ میں دعائے خیر کے لیے تشریف لے گئے، چوک چدھڑ میں حافظ عبدالمجید صاحب کی زیر تعمیر مسجد میں دعا کروائی اور سندھ کی طرف سفر شروع کیا۔

نمازِ عصر لکھی موڑ پر ادا کی قائدِ سندھ حضرت مولانا راشد محمود صاحب سومرو کی دعوت پر حضرت صاحب ''شہیدِ اسلام اور طوفان الاقصیٰ کانفرنس'' میں شرکت کے لیے لاڑکانہ شہر تشریف لے گئے، لاڑکانہ میں قائدِ سندھ کی طرف سے حضرت کے استقبال کے لیے احباب موجود تھے جنہوں نے حضرت کا پُر جوش استقبال کیا اور حضرت نے سمبارا ہوٹل میں کچھ لمحے آرام فرمایا اور کانفرنس میں شرکت کے لیے تشریف لے گئے۔

قائدِ سندھ مولانا راشد صاحب سومرو نے حضرت صاحب کا کانفرنس میں تشریف آوری پر شکریہ ادا کیا اس موقع پر حضرت نے سٹیج پر موجود قائدِ جمعیت حضرت مولانا فضل الرحمٰن صاحب مدظلہم سے مختصر ملاقات کی اور رُخصت لی پھر رات ہی کو واپسی کا سفر شروع کیا۔

بعد اَزاں حضرت بھائی زاہد حسین صاحب گھوٹو کی پُر خلوص دعوت پر گھوٹکی تشریف لائے اور ان ہی کے

گھر رات کا قیام فرمایا۔

یکم دسمبر بروز جمعہ بھائی زاہد حسین صاحب کی طرف سے پُر تکلف ناشتے کا اہتمام کیا گیا تھا مقامی علماءِ کرام حضرت صاحب کی خدمت میں حاضر ہوئے مختلف اُمور پر باہمی تبادلہ خیال ہوا، سندھ کی ثقافتی ٹوپی اور اجرک حضرت صاحب کو پہنائی گئی حضرت پُر خلوص تحفے پر بہت خوش ہوئے بعد ازاں حضرت نے مقامی احباب سے اجازت چاہی اور حضرت مولانا محمد اسحاق صاحب لغاری امیر جمعیۃ علماء اسلام ضلع گھوٹکی کی دعوت پر حضرت صاحب نمازِ جمعہ کے بیان کے لیے جامعہ اَنوارُ العلوم قاسمیہ میر پور ماتھیلو تشریف لے گئے جہاں آپ نے دینی تعلیم کی اہمیت اور دنیاوی تعلیم کی بے برکتی کے موضوع پر بیان فرمایا۔

نمازِ جمعہ کے بعد حضرت مولانا محمد اسحاق صاحب سے رُخصت لے کر واپس پنجاب کے لیے روانہ ہوئے، نمازِ عصر قاری مجیب الرحمٰن صاحب کے یہاں جامعہ فرقانیہ صادق آباد بائی پاس پر ادا کی جہاں حضرت نے جامعہ کی تعمیر و ترقی کے لیے دعائے خیر فرمائی اور اگلی منزل ظاہر پیر کے لیے روانہ ہوئے جہاں حضرت مولانا منظور احمد صاحب نعمانی مدظلہم کی عیادت کے لیے جامعہ عربیہ احیاء العلوم مغرب کے بعد تشریف لائے، مولانا زاہد مسعود صاحب نعمانی اور دیگر علماءِ کرام اور طلباءِ کرام نے حضرت کا استقبال کیا، نمازِ عشاء ادا فرمائی رات کا قیام جامعہ ہی میں فرمایا۔

۲ر دسمبر صبح ناشتے کے بعد حضرت صاحب نے حضرت مولانا منظور احمد صاحب نعمانی مدظلہم کی عیادت کی اور اُن کے صاحبزادے مولانا زاہد مسعود صاحب نعمانی نے حضرت صاحب کو جامعہ کے احوال سے آگاہ فرمایا اور جمعیۃ علماء اسلام ظاہر پیر کی کارگزاری پیش کی، بعدازاں ساڑھے گیارہ بجے حضرت صاحب نے مولانا زاہد مسعود صاحب نعمانی اور دیگر احباب سے اجازت چاہی اور طوفان الاقصیٰ کانفرنس میں شرکت کے لیے بہاولپور روانہ ہوئے۔

دوپہر دو بجے بہاولپور پہنچے قاری غلام یٰسین صاحب صدیقی مہتمم جامعہ جامعہ صدیقیہ للبنین وللبنات نور محل روڈ گلشن حبیب بہاولپور تشریف لے گئے اور جامعہ کے مہتمم قاری غلام یٰسین صاحب صدیقی نے

جامعہ تشریف آوری پر حضرت صاحب کا شکریہ ادا کیا، کچھ دیر قیام کے بعد حضرت صاحب قاری غلام یٰسین صاحب صدیقی کی معیت میں سرکٹ ہاؤس بہاولپور تشریف لے گئے جہاں آپ کی ملاقات قائد ملتِ اسلامیہ حضرت مولانا فضل الرحمٰن صاحب اور حضرت مولانا عبدالغفور صاحب حیدری سے ہوئی ! بعد نمازِ عصر حضرت صاحب ہاکی اسٹیڈیم میں کانفرنس کی صدارت کے لیے تشریف لے گئے، حضرت صاحب نے کانفرنس کے شرکاء سے اتحاد واتفاق کی برکت پر جامع خطاب فرمایا ! !

کانفرنس میں شرکت کے بعد حضرت صاحب سر درد کی پرانی بیماری کی وجہ سے قبل از مغرب ہی وہاڑی کے لیے روانہ ہوگئے۔ شیخ الحدیث حضرت مولانا ظفر احمد صاحب قاسمی رحمۃ اللہ علیہ کی تعزیت کے لیے جامعہ خالد بن ولیدؓ وہاڑی تشریف لے گئے جہاں آپ نے حضرت کے صاحبزادے سے تعزیت کی ! جامعہ کے فاضل اور حضرت کے خلیفہ مولانا مصعب صاحب اپنے ساتھیوں سمیت جامعہ خالد بن ولیدؓ میں حضرت صاحب کی خدمت میں حاضر ہوئے اور اپنے ادارے معہد القرآن جامع مسجد نور ایف بلاک لے گئے بعد ازاں حضرت صاحب کے خلیفہ مولانا عبدالستار صاحب ملتان سے خصوصی ملاقات کے لیے تشریف لائے اور حضرت صاحب سے ملاقات کر کے خوب مستفید ہوئے !

۳ ردسمبر بروز اتوار ناشتہ کے بعد حضرت صاحب نے ادارہ معہد القرآن کے حفاظ کرام کی دستار بندی کی تقریب میں شرکت فرما کر قرآن وحدیث کے عنوان پر بیان فرمایا بعد ازاں طلباء کرام کی رومال پوشی بھی فرمائی۔ اس موقع پر جمعیۃ علماء اسلام وہاڑی کے عہدہ داران بھی تشریف لائے جن میں جنرل سیکریٹری رانا تصور صاحب ایڈووکیٹ، تحصیل ناظم مولانا عمر فاروق صاحب، نائب صدر ضلع وہاڑی مولانا قربان صاحب اور سابق ضلعی امیر مولانا جمشید اقبال صاحب، سابق جنرل سیکریٹری بھائی چوہدری مقصود صاحب، سابق سیکرٹری نشر واشاعت ڈاکٹر عبدالخالق صاحب نے حضرت صاحب سے خصوصی ملاقات کی اور حضرت صاحب نے ان ذمہ داران کو قیمتی نصائح سے نوازا۔ بعد ازاں حضرت صاحب نے مولانا مصعب صاحب سے اجازت چاہی اور لاہور کے لیے روانہ ہوئے اور شام ساڑھے پانچ بجے بحمد اللہ بخیر وعافیت جامعہ مدنیہ جدید پہنچ گئے۔

۴؍دسمبر بروز پیر حضرت مہتمم صاحب، قائد جمعیۃ حضرت مولانا فضل الرحمٰن صاحب مدظلہم کے ہمراہ مسلم لیگ ''ن'' کے سربراہ اور سابق وزیر اعظم میاں محمد نواز شریف صاحب سے ملاقات کے لیے ماڈل ٹاؤن تشریف لے گئے۔

۱۱؍دسمبر جامعہ مدنیہ جدید میں جمعیۃ علماء اسلام پنجاب کے ذمہ داران کا اجلاس ہوا جس کی صدارت امیر جمعیۃ علماء اسلام پنجاب حضرت مولانا سیّد محمود میاں صاحب نے کی اجلاس میں ناظم پنجاب جناب نصیر احرار صاحب، حافظ غضنفر صاحب اور جناب راؤ عبدالقیوم صاحب، جناب مدثر عزیز صاحب تونسہ شریف والے بھی موجود تھے۔

۱۱؍دسمبر بروز پیر حافظ سلیم صاحب کی دعوت پر حضرت صاحب تربیتی کنونشن جمعیۃ علماء اسلام کی تقریب میں شرکت کے لیے بستی شموآباد ضلع قصور تشریف لے گئے۔

۱۵؍دسمبر کو امیرِ پنجاب جامعہ مدنیہ جدید سے روانہ ہوئے اور رات نو بجے ڈیرہ غازی خان پہنچے ،سمینہ چوک سے تحصیل امیر ڈاکٹر محمد یونس صاحب راج ، حافظ عبداللہ صاحب بھٹی اور جماعتی ساتھیوں نے وصول کیا،خیابانِ سرور حافظ انعام اللہ صاحب بھٹی کی رہائشگاہ پر عشائیہ اور رات کے قیام کا اہتمام کیا گیا تھا،اس موقع پر حافظ انعام اللہ صاحب بھٹی، ناظمِ عمومی جمعیۃ علماء اسلام ضلع ڈیرہ غازی خان مولانا انیس اللہ صاحب نفیسی اور دیگر ساتھیوں نے پُرتپاک استقبال کیا،کھانے کے دوران حضرت امیر پنجاب نے جماعتی ،سیاسی اور علاقائی صورتِ حال کا جائزہ لیتے رہے رات گیارہ بجے عشاء کی نماز پڑھی گئی اس کے بعد حضرت آرام کے لیے تشریف لے گئے

۱۶؍دسمبر کو دوپہر بارہ بجے مقامی اور ضلع بھر سے علماءِ کرام تشریف لاتے گئے جن میں مولانا قاری جمال عبدالناصر صاحب نائب امیر جمعیۃ علماء اسلام ڈیرہ غازی خان اپنے ساتھیوں کے ہمراہ حضرت صاحب سے ملاقات کے لیے تشریف لائے اور مختلف عنوانات پر تبادلہ خیال ہوتا رہا،علماءِ کرام حضرت اَمیر پنجاب کی گفتگو سے متاثر ہوئے ،چونکہ پہلا دورہ تھا اس لیے حضراتِ علماء کرام بھی ملاقات کے مشتاق تھے جمعیۃ علماء اسلام ڈیرہ غازی خان کے لیے یہ اعزاز تھا۔

دوپہر سوا بارہ بجے طوفانِ اقصیٰ کنونشن کے لیے آرٹ کونسل روانگی ہوئی ساڑھے بارہ بجے آرٹ کونسل میں انصاالاسلام اور تحصیل واِضلاع کے ذمہ داران نے پُرتپاک استقبال کیا۔ امیرِضلع ڈیرہ غازی خان مولانا اقبال رشید صاحب نے سپاس نامہ پیش کیا بعد اَزاں ایک بجے حضرت امیر پنجاب کا خطاب شروع ہوا جس میں جمعیۃ علماءِ اسلام اور دیگر سیاسی جماعتوں میں فرق، جمعیۃ کے رضا کاروں کی ذمہ داری، اخلاص وتقویٰ، سیاست کا معنی ومفہوم اور دوسرے اہم پہلوؤں پر طویل گفتگو کی، بیان میں ایک جملہ فرمایا کہ ''سیاست سے علماءِ کرام کی دُوری رسول اللہ ﷺ کے فرمان سے بے وفائی ہے'' اس جملے سے ڈیڑھ گھنٹے کی پُر اَثر گفتگو کا اندازہ کیا جاسکتا ہے ڈھائی بجے اختتامی دعا ہوئی، کنونشن میں ساڑھے چار سو کے قریب علماء وخواص اور دیگر جماعتوں کے مہمان مدعو تھے، کنونشن کے اختتام پر ضلعی امیر مولانا اقبال رشید صاحب، حافظ انعام اللہ صاحب بھٹی، ڈاکٹر محمد یونس صاحب راج اور دیگر عمائدین وعلماء کرام نے حضرت امیرِ پنجاب کو لاہور کے لیے الوداع کیا، رات نو بجے بخیر وعافیت جامعہ مدنیہ جدید پہنچ گئے، والحمدللہ !

قارئین اَنوارِ مدینہ کی خدمت میں اپیل

ماہنامہ انوارِ مدینہ کے ممبر حضرات جن کو مستقل طور پر رسالہ اِرسال کیا جارہا ہے لیکن عرصہ سے اُن کے واجبات موصول نہیں ہوئے اُن کی خدمت میں گزارش ہے کہ انوارِ مدینہ ایک دینی رسالہ ہے جو ایک دینی ادارہ سے وابستہ ہے اِس کا فائدہ طرفین کا فائدہ ہے اور اِس کا نقصان طرفین کا نقصان ہے اس لیے آپ سے گزارش ہے کہ اِس رسالہ کی سرپرستی فرماتے ہوئے اپنا چندہ بھی ارسال فرمادیں اور دیگر احباب کو بھی اِس کی خریداری کی طرف متوجہ فرمائیں تاکہ جہاں اِس سے ادارہ کو فائدہ ہو وہاں آپ کے لیے بھی صدقہ جاریہ بن سکے۔ (ادارہ)

اخبار الجامعہ

﴿جامعہ مدنیہ جدید محمد آباد رائیونڈ روڈ لاہور﴾

۳ دسمبر بروز اتوار کراچی کے الحاج نذیر احمد صاحب مع برادران حضرت صاحب سے ملاقات کے لیے جامعہ مدنیہ جدید تشریف لائے رات کا کھانا حضرت صاحب کی رہائشگاہ پر تناول فرمایا

۴ دسمبر کو بعد نمازِ مغرب منجد ابوعبيدة بن محمد رضوان ابوبكر فلسطین سیکرٹری برائے یروشلم کمیٹی، انٹرنیشنل یونین آف سکالرز جامعہ مدنیہ جدید تشریف لائے اور شیخ الحدیث حضرت مولانا سید محمود میاں صاحب سے ملاقات کی، خطہ بالخصوص فلسطین کے حالات پر گفتگو ہوئی اور رات کا کھانا بھی تناول فرمایا بعد ازاں واپس تشریف لے گئے اس موقع پر حضرت مولانا مفتی محمد حسن صاحب مدظلہم و دیگر اساتذہ کرام بھی موجود تھے۔

۱۳ دسمبر بروز بدھ بعد نمازِ عشاء شیخ الحدیث حضرت مولانا سید محمود میاں صاحب، مولانا نوید صاحب کی دعوت پر تکمیلِ قرآن کی تقریب میں شرکت لیے کوٹ رادھا کشن کی مضافات میں تشریف لے گئے جہاں آپ نے قرآنِ پاک کی عظمت و اہمیت پر بیان فرمایا۔

۲۳ دسمبر کو امیرِ پنجاب جمعیۃ علماء اسلام حضرت مولانا سید محمود میاں صاحب، سینئر صحافی اشفاق اللہ خان صاحب کی دعوت پر عشائیہ میں تشریف لے گئے۔ حافظ نصیر احمد صاحب احرار، حافظ غضنفر عزیز صاحب، مولانا عکاشہ میاں، پروفیسر ابوبکر صاحب چودھری، حافظ زین العابدین صاحب بھی موجود تھے۔

۲۳ دسمبر بعد نمازِ مغرب مولانا عدنان صاحب کاکاخیل حضرت مہتمم صاحب سے ملاقات کی غرض سے جامعہ مدنیہ جدید تشریف لائے اور شیخ الحدیث حضرت مولانا سیّد محمود میاں صاحب سے خصوصی ملاقات کی اور رات ساڑھے دس واپس تشریف لے گئے۔

وفیات

خانوادۂ مدنی کو صدمہ

☆ ۶ رجمادی الثانی ۱۴۴۵ھ/ ۲۰ ردسمبر ۲۰۲۳ء کو شیخ الاسلام حضرت اقدس مولانا سید حسین احمد صاحب مدنی رحمہ اللہ کی سب سے چھوٹی صاحبزادی، اَمیر الہند حضرت مولانا سید اَرشد صاحب مدنی مدظلہم کی ہمشیرہ صاحبہ طویل علالت کے بعد دیو بند میں انتقال فرما گئیں۔

☆ ۲۷ رنومبر کو جامعہ مدنیہ جدید کی مخلص خیر خواہ محترمہ عظمی مجاہد صاحبہ کے بھائی عکاس منظور صاحب مختصر علالت کے بعد امریکہ میں وفات پا گئے۔

☆ ۷ ردسمبر کو جامعہ مدنیہ کے قدیم پڑوسی جناب محمد شاہد بٹ صاحب مختصر علالت کے بعد وفات پا گئے

☆ ۱۳ ردسمبر کو جامعہ مدنیہ جدید کے مخلص خیر خواہ جناب بشارت علی صاحب کی والدہ صاحبہ مختصر علالت کے بعد وفات پا گئیں۔

☆ ۱۴ ردسمبر کو جمعیة علماء اسلام کے سینئر مرکزی رہنما قاری شیر افضل خان صاحب انتقال فرما گئے۔

☆ ۲۹ رجمادی الاوّل ۱۴۴۵ھ/ ۱۴ ردسمبر ۲۰۲۳ء کو حضرت مولانا سید محمود میاں صاحب کے خلیفہ ومجاز فاضلِ جامعہ مدنیہ جدید مولانا محمد شاہد صاحب کی اہلیہ صاحبہ طویل علالت کے بعد لاہور میں انتقال فرما گئیں۔

☆ جامعہ مدنیہ جدید کے ڈرائیور عبداللہ کی بڑی اہلیہ مختصر علالت کے بعد اوکاڑہ میں وفات پا گئیں۔

☆ ۲۷ ردسمبر کو جامعہ مدنیہ جدید کے ناظم تعلیمات حضرت مولانا خالد محمود صاحب مدظلہم کے خسر صاحب طویل علالت کے بعد سیالکوٹ میں انتقال فرما گئے۔

اللہ تعالیٰ جملہ مرحومین کی مغفرت فرما کر جنت الفردوس میں اعلیٰ مقام عطا فرمائے اور اُن کے پسماندگان کو صبر جمیل کی توفیق نصیب ہو، آمین۔ جامعہ مدنیہ جدید اور خانقاہِ حامدیہ میں مرحومین کے لیے ایصالِ ثواب اور دُعائے مغفرت کرائی گئی اللہ تعالیٰ قبول فرمائے، آمین۔

جامعہ مدنیہ جدید و مسجد حامدؒ
کی تعمیر میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیجیے

بانیٔ جامعہ حضرت اَقدس مولانا سیّد حامد میاں صاحب رحمہ اللہ نے جامعہ مدنیہ کی وسیع پیمانے پر ترقی کے لیے محمد آباد موضع پاجیاں (رائیونڈ روڈ لاہور نزد چوک تبلیغی جلسہ گاہ) پر برلب ِسڑک جامعہ اور خانقاہ کے لیے تقریباً چوبیس ایکڑ رقبہ۱۹۸۱ء میں خرید کیا تھا جہاں الحمد للہ تعلیم اور تعمیر دونوں کام بڑے پیمانہ پر جاری ہیں۔ جامعہ اور مسجد کی تکمیل محض اللہ تعالیٰ کے فضل اور اُس کی طرف سے توفیق عطاء کیے گئے اہلِ خیر حضرات کی دُعاؤں اور تعاون سے ہوگی، اِس مبارک کام میں آپ خود بھی خرچ کیجیے اور اپنے عزیز واَقارب کو بھی ترغیب دیجیے۔ ایک اندازے کے مطابق مسجد میں ایک نمازی کی جگہ پر دس ہزار روپے لاگت آئے گی، حسبِ استطاعت زیادہ سے زیادہ نمازیوں کی جگہ بنوا کر صدقۂ جاریہ کا سامان فرمائیں۔

منجانب

سیّد محمود میاں مہتمم جامعہ مدنیہ جدید و اَراکین اور خدام خانقاہِ حامدیہ

خطوط، عطیات اور چیک بھیجنے کے پتے

سیّد محمود میاں ''جامعہ مدنیہ جدید'' محمد آباد 19 کلومیٹر رائیونڈ روڈ لاہور

+92 - 333 - 4249302 +92 - 333 - 4249301

+92 - 335 - 4249302 +92 - 345 - 4036960

MONTHLY ANWAR - E - MADINA LAHORE. CPL: 67

+92 333 4249302 — +92 335 4249302

+92 333 4249302 — jamiamadniajadeed

jmj786_56@hotmail.com — jamiamadnia.jadeed

jmj_raiwindroad — jamiamadniajadeed.org